قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

Online Edition

مدیر۔ابو سعید

ہفتہ 06 نومبر 2021ء | 30 ربیع الاول 1443 ہجری قمری | 06 نبوت 1400 ہجری شمسی | جلد 3 | شمارہ : 264

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنۡہَا زَوۡجَہَا وَ بَثَّ مِنۡہُمَا رِجَالًا کَثِیۡرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِہٖ وَ الۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا ﴿۲﴾

(النساء:2)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک (ہی) جان سے پیدا کیا۔ اور اس (کی جنس) سے (ہی) اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اور ان دونوں میں سے بہت سے مرد اور عورتیں (پیدا کر کے دنیا میں) پھیلائے اور اللہ کا تقویٰ (اس لئے بھی) اختیار کرو کہ اس کے ذریعہ سے تم آپس میں سوال کرتے ہو۔ اور خصوصاً رشتہ داریوں (کے معاملہ) میں (تقویٰ سے کام لو) اللہ تم پر یقیناً نگران ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

رشتہ ناطہ کے وقت اخلاق اور دینداری دیکھو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جب تمہاری طرف کوئی ایسا شخص رشتہ بھیجے جس کے دین اور اخلاق تم کو پسند ہوں تو اس رشتہ کو قبول کرلیا کرو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو جائے گا۔

(ترمذی، کتاب النکاح، باب اذا جاءکم من ترضون دینہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

تلاش رشتہ کے لئے ضروری ہدایات

’’رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔ صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد نہم صفحہ 46 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

’’خدا کا عام قانون یہی ہے کہ اسلام کے بعد قوموں کی تفریق مٹا دی جاتی ہے اور نیچ اُونچ کا خیال دُور کیا جاتا ہے۔ ہاں قرآن شریف سے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ بیاہ اور نکاح میں تمام قومیں اپنے قبائل اور ہم رُتبہ قوموں یا ہم رُتبہ اشخاص اور کُفو کا خیال کرلیا کریں تو بہتر ہے تا اولاد کے لئے کسی داغ اور تحقیر اور ہنسی کی جگہ نہ ہو لیکن اِس خیال کو حد سے زیادہ نہیں کھینچنا چاہئے کیونکہ قوموں کی تفریق پر خدا کی کلام نے زور نہیں دیا صرف ایک آیت سے کُفو اور حسب نسب کے لحاظ کا استنباط ہوتا ہے اور قوموں کی حقیقت یہ ہے کہ ایک مُدت دراز کے بعد شریف سے رزیل اور رزیل سے شریف بن جاتی ہیں اور ممکن ہے کہ مثلاً بھنگی یعنی چوہڑے یا چمار جو ہمارے ملک میں سب قوموں سے رزیل تر خیال کئے جاتے ہیں کسی زمانہ میں شریف ہوں اور اپنے بندوں کے انقلابات کو خدا ہی جانتا ہے دوسروں کو کیا خبر ہے۔ سو عام طور پر پنجہ مارنے کے لائق یہی آیت ہے کہ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات 14) جس کے یہ معنے ہیں کہ تم سب میں سے خدا کے نزدیک بزرگ اور عالی نسب وہ ہے جو سب سے زیادہ اس تقویٰ کے ساتھ جو صدق سے بھری ہوئی ہو خدا تعالیٰ کی طرف جھک گیا ہو۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 278)

’’ایک دوست کا سوال پیش ہوا کہ ایک احمدی اپنی ایک لڑکی غیر کفو کے ایک احمدی کے ہاں دینا چاہتا ہے حالانکہ اپنی کفو میں رشتہ موجود ہے۔ اس کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے؟ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر حسب مراد رشتہ ملے تو اپنی کفو میں کرنا بہ نسبت غیر کفو کے بہتر ہے۔ لیکن یہ امر ایسا نہیں جو بطور فرض کے ہو۔ ہر ایک شخص اپنے ایسے معاملات میں اپنی مصلحت اور اپنی اولاد کی بہتری کو خوب سمجھ سکتا ہے۔ اگر کفو میں کسی اور کو اس لائق نہیں دیکھتا تو دوسری جگہ دینے میں حرج نہیں اور ایسے شخص کو مجبور کرنا کہ وہ بہرحال اپنی کفو میں اپنی لڑکی دیوے جائز نہیں ہے‘‘۔

(البدر، مؤرخہ 11 اپریل 1907ء صفحہ 7 جلد 6 نمبر 15)

فرمان خلیفہ وقت

جولائی 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الاسلام کینیڈا میں دو نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ اس موقع پر خطبہ نکاح میں حضور انور نے فرمایا:

’’ہمیشہ رشتے قائم کرتے ہوئے، یہ رشتے قائم کرنے والوں کو، لڑکا لڑکی کو یہ دیکھنا چاہئے کہ صرف دنیاوی مقاصد کے لئے یہ رشتے قائم نہ ہوں۔ صرف اپنی تسکین اور خواہشات پوری کرنے کے لئے رشتے قائم نہ ہوں۔ صرف لڑکی کے جہیز کو دیکھنے کے لئے اور لڑکی کی خوبصورتی کو دیکھنے کے لئے رشتے قائم نہ ہوں۔ نہ لڑکی والے اس بنا پر رشتہ قائم کریں کہ لڑکا بہت کمانے والا ہے، پیسے والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا نے رشتہ قائم کرنے کے لئے مختلف معیار رکھے ہوئے ہیں تو تم جس معیار کو دیکھو، وہ یہ ہے کہ دینی حالت کیا ہے۔ پس جب دینی حالت دیکھی جائے گی تو لڑکا بھی اور لڑکی بھی اپنے دینی معیار بلند کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر لڑکے کو یہ کہا دینی معیار دیکھو لڑکی کا، حسن دیکھنے کی بجائے، دولت دیکھنے کی بجائے تو جہاں لڑکیوں میں یہ شوق اور روح پیدا ہوگی کہ ہم اپنے دینی معیار کو بلند کریں، علاوہ دوسری دنیوی نعمتوں کے جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں، تو خود لڑکے کو بھی پھر اپنا دینی معیار بلند کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ کیونکہ دینی معیار صرف یکطرفہ نہیں ہوسکتا۔ یہ نہیں کہ لڑکا تو خود بیہودگیوں میں ملوث ہو اور مختلف قسم کی آوارہ گردیوں میں ملوث ہو، دنیاداری میں ملوث ہو اور یہ خواہش رکھے کہ اس کی بیوی جو آنے والی ہے اس کا دینی معیار بلند ہو۔ تو ظاہر ہے کہ جب یہ خواہش ہوگی کہ

بقیہ صفحہ 2 پر

اس شمارہ میں

- میں چاہتی ہوں ربِّ ذوالجلال کی ثنا لکھوں (نظم)
- اصل تبرک کا فلسفہ
- اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال
- بعض مرحوم افسران کا ذکر خیر

دربارِ خلافت

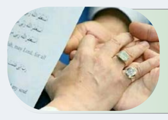

خدا تعالیٰ کے حقیقی شکر گزار کیسے بنیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

لیکن ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اُس کی شکر گزاری بھی تبھی ہو گی جب وہ حقیقت میں خدا تعالیٰ کی اس بات کو سامنے رکھے کہ اُس کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ ایک احمدی اپنے مقصدِ پیدائش کو پہچانے اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے پھر اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرے۔ اپنے آپ کو اُس اسوہ کے مطابق چلانے کی کوشش کرے جو ہمارے سامنے ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دن بھر کے فضلوں کو یاد کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے اور فرماتے کہ تمام حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھ پر فضل و احسان کیا، مجھے عطا فرمایا اور مجھے بہت دیا۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد 2 صفحہ 495 مسند عبداللہ بن عمر حدیث 5983 دارالکتب العلمیہ بیروت 1998ء)

بہر حال اللہ تعالیٰ ہی کی حمد و ثنا ہے۔ اور پھر آپ ﷺ کا عبادتوں کا یہ حال تھا کہ عبادت کرتے کرتے (روایات میں آتا ہے کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں سوج جاتے تھے۔ اور یہ عرض کرنے پر کہ یا رسول اللہ! آپ اتنی مشقت کیوں اُٹھاتے ہیں؟ فرماتے: کیا مَیں خدا تعالیٰ کا عبدِ شکور نہ بنوں؟

(صحیح البخاری کتاب التفسیر، سورۃ الفتح باب قولہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر…4837)

پس اس عبدِ شکور کے ماننے والوں کا اور اُس کی امت کا بھی فرض ہے کہ اپنی استعدادوں کے مطابق اس اُسوہ کی پیروی کرنے کی کوشش کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ کے پیار سے حصہ پانے والے بنیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ آپ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ آپ اعلان فرما دیں کہ ’’فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰهُ (آل عمران: 32)‘‘ کہ تم میری پیروی کرو، میرا اسوہ حسنہ اپنانے کی کوشش کرو تو اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو گے، اُس کا پیار حاصل کرنے والے بنو گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا پیار پھر اور نعمتوں اور فضلوں سے حصہ پانے والا بناتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نعمتوں کے ملنے پر ہی شکر گزاری نہیں فرماتے تھے بلکہ کسی مشکل سے بچنے پر بھی اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ روزمرہ کے کاموں میں، چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی آپ کی سیرت میں شکر گزاری کی انتہا نظر آتی، اور اس کے علاوہ بھی شکر گزاری ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تھی۔ پس یہ وہ حقیقی شکر گزاری ہے جس کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور یہ ایسی شکر گزاری ہے جس پر اللہ تعالیٰ مزید فضل فرماتا ہے۔ اپنے انعامات اور احسانات کئی گنا بڑھا دیتا ہے۔ پس یہ شکر گزاری انسان کے اپنے فائدہ کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہماری شکر گزاری کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ہماری شکر گزاری کا حاجتمند نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ وَ مَنۡ یَّشۡکُرۡ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ﴿۱۳﴾ (لقمان: 13) اور جو بھی شکر کرتا ہے، اُس کے شکر کا فائدہ اُسی کی جان کو پہنچتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے وہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سب قسم کے شکروں سے بے نیاز ہے۔

پس ایک احمدی اس قسم کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

پھر شکر گزاری کے بھی کئی طریقے ہیں۔ اُن طریقوں کو ہمیشہ روزانہ اپنی زندگی میں تلاش کرتا رہے۔ ایک احمدی جو ہے، حقیقی مومن جو ہے وہ شکر گزاری کے ان طریقوں کو تلاش کرتا ہے تو پھر دل میں بھی شکر گزاری کرتا ہے۔ پھر شکر گزاری زبان سے شکریہ ادا کر کے بھی کی جاتی ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے یا کسی دوسرے کی شکر گزاری بھی کرتا ہے تو زبان سے شکر گزاری ہے۔ اور پھر اپنے عمل اور حرکت و سکون سے بھی شکر گزاری کی جاتی ہے۔ گویا جب انسان شکر گزاری کرنا چاہے تو اُس کے تمام اعضاء بھی اس شکر گزاری کا اظہار کرتے ہیں یا انسان کے تمام جسم پر اُس شکر گزاری کا اظہار ہونا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ جب بندوں کا شکر کرتا ہے، یہاں شکر گزاری کا جو لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوا ہے، تو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری، انسان پر انعامات اور احسانات ہیں۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری جب

بقیہ صفحہ 5 پر

میں چاہتی ہوں ربِّ ذوالجلال کی ثنا لکھوں

تراش کر زمیں کے سارے جنگلات سے قلم
میں چاہتی ہوں ربِّ ذوالجلال کی ثنا لکھوں

سمندروں کے پانیوں کو روشنائی مان کر
ہے آرزو خدائے باکمال کی ثنا لکھوں

یہ کم یہ کم رہے اگر مجھے توانا اور مانگ کر
ورق ورق پہ حسنِ بے مثال کی ثنا لکھوں

میں رہتی دنیا تک خدا سے زندگانی مانگ لوں
میں مستقل خدائے لازوال کی ثنا لکھوں

محال ہے کہ پھر بھی سب صفات اس کی لکھ سکوں
میں جس قدر بھی حسنِ باکمال کی ثنا لکھوں

ہے اعتراف عجز اپنے دامنِ شعور کا
جنون ہو تو برتر از خیال کی ثنا لکھوں

وہ دیکھے میری آنکھوں میں تو اپنی ہی طلب ملے
میں آنکھوں میں خدائے ذوالجلال کی ثنا لکھوں

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

بقیہ: فرمان خلیفہٴ وقت…… از صفحہ 1

دینی معیار بلند ہو میری دلہن کا تو خود بھی وہ اس طرف توجہ دے گا۔ اسی لئے نکاح کے خطبہ کے موقعہ پر تقویٰ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ پس یہ قائم ہونے والے رشتے اگر ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھیں گے کہ تقویٰ پہ قائم رہنا ہے، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے ہیں، چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظرانداز کرنا ہے، ایک دوسرے کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنا ہے۔ لڑکی نے لڑکے والوں کا خیال رکھنا ہے اپنے سسرال کا اور لڑکے نے اپنے سسرال کا خیال رکھنا ہے تو کبھی وہ مسائل پیدا نہ ہوں جو رشتوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ اہم ہے کہ ہمیشہ اعتماد قائم ہونا چاہئے اور اعتماد اسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب سچائی پر بنیاد ہو۔ قول سدید کا مطلب یہ ہے کہ ایسی سچائی جس میں بالکل کسی قسم کا ایچ پیچ نہ ہو، سیدھی اور کھری اور صاف بات ہو۔ یہ نہیں کہ پتہ لگتا ہے کہ شادی کے بعد، لڑکی کو یا لڑکے کو کہ انٹرنیٹ (Internet) پہ ای میلوں (Emails) کے ذریعہ بعض ایسے رابطے ہیں جن کی وجہ سے پھر بے اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ پس پہلے دن سے جب رشتے قائم ہوں، سچائی پر بنیاد رکھ کر، اپنا سب کچھ واضح طور پر بتا دینا چاہئے اور پھر رشتے قائم کرنے چاہئیں تا کہ بعد میں کسی قسم کی بے اعتمادی پیدا نہ ہو‘‘

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 21 ستمبر 2012ء)

اداریہ

اصل تبرک کا فلسفہ

تبرک ایک بہت ہی وسیع معنوں میں استعمال ہونے والا لفظ ہے۔ یہ نہ صرف لفظ ہے بلکہ ہمارے اسلاف کی برسوں سے چلتی چلی آنے والی روایت کا نام بھی ہے۔عرف عام میں ہم اس سے مراد روحانی و مذہبی شخصیات جن کے ساتھ ہمارا دل اور جذبات کا تعلق ہوتا ہے ۔ان سے وابستہ اور جُڑی ہوئی یا استعمال شدہ چیز لیتے ہیں۔ ہم احمدی مسلمانوں کا سب سے گہرا اور قلبی تعلق ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہے۔ ان کے قدم مبارک نے جہاں برکت بخشی ہو ہم تو اس خاک اور اس راستہ کو بھی متبرک ہی سمجھتے ہیں۔ اور پھر اس دور کے نبی سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے تبرکات کی زیارت کے لئے ، قادیان کے کوچہ و بازار اور گلیوں کی خاک چھان کر برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ دارالمسیح میں ہر در و دیوار پر ہاتھ پھیرتے ہیں کہ یہ مسیح موعود و مہدی معہود کی جائے رہائش رہی ہے۔ اور تو اور اس راستے پر ننگے پاؤں چلتے ہیں جہاں ایک مرتبہ حضور اقدسؑ جلدی میں مہمانوں کو واپس لانے کے لئے بنا جوتوں کے چلے تھے۔قادیان کی فضاؤں اور ہواؤں کو بھی متبرک سمجھتے ہیں جہاں حضور پاکؑ نے بابرکت سانسیں لے کر پاکیزہ بنا دیا تھا۔

ہر راہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
شاید کہ وہ گزرے ہوں اس راہ گزر سے

اگر ہم ایک اور نظر سے دیکھیں تو تبرک اس مبارک چیز کو کہا جاتا ہے جو ہمارے خاندانوں کے بزرگ، افراد خاندان کو یا روحانی شخصیت اپنے ماننے والے کو بطور یادگار دیتی ہیں۔ اور ہم ان کو سنبھال کر رکھتے ہیں یا تبرک اُسے کہا جاتا ہے کہ خاندان میں بزرگوں یا روحانی شخصیات کا پس خوردہ ہم کھاتے یا پیتے ہیں۔ ہم نے لندن میں بارہا دیکھا ہے کہ ہمارے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جس محفل یا تقریب میں ہوں اور وہاں کھانا serve ہو تو حضور انور کے چلے جانے کے بعد لوگ پس خوردہ کو بطور تبرک سمجھتے ہوئے اس کی طرف لپکتے اور اس سے کچھ نہ کچھ حاصل کرتے اور بسا اوقات اپنی اولاد میں تقسیم کرتے ہیں تا اس تبرک سے خلیفۃ المسیح کے اوصاف بچوں میں منتقل ہوں۔ بے شمار لوگ نومولود کو پہلی غذا جسے گھٹی (گڑتی) بھی کہا جاتا ہے اور بالعموم شہد کی صورت میں دی جاتی ہے۔شہد کو خلیفۃ المسیح سے متبرک کرواتے ہیں۔ اور بالعموم یہ دیکھا جاتا ہے کہ نومولود کی پیدائش پر خاندان میں سے کسی بزرگ ہستی کا چناؤ کیا جاتا ہے جو اس متبرک شہد کے ذریعہ پہلی غذا نومولود کو دے اور اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر بھی کہے۔قارئین کی دلچسپی کے لئے تبرک کے حوالے سے چند واقعات اور اہم نکات پیش ہیں۔

*ہمارے پیارے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت جوبلی کے موقع پر جب بینن مغربی افریقہ کا دورہ فرمایا تو حضور انور King of Alada کی دعوت پر ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ جہاں موصوف نے اپنے انناس کے باغ سے انناس کا جوس حضور کی خدمت میں پیش کیا۔جس سے کچھ حصہ حضور نے نوش فرمایا۔ ملاقات کے بعد مربی صاحب جو ترجمے کے فرائض سرانجام دے رہے تھے نے حضور کی موجودگی میں ہی اس تبرک کو لے کر پینے کی کوشش کی۔ جس پر بادشاہ کی بیگم نے حضور سے عرض کی کہ حضور! یہ تو آئے روز تبرک لیتے رہتے ہیں آج میرا حق ہے۔ چنانچہ حضور کی اجازت سے اس خوش قسمت خاتون نے وہ تبرک حاصل کر لیا۔اور خود بھی اور اپنی نسلوں کو بھی خلیفۃ المسیح کی برکتوں سے فیضیاب کر دیا۔

*میں نے کچھ سال قبل مسجد فضل کے سامنے 53 گیسٹ ہاؤس کے ساتھ ایک دعوت میں خود دیکھا۔ استاذی المحترم سید میر محمود احمد ناصر حضور کے ساتھ دائیں جانب تشریف فرما تھے۔حضور نے جب کھانا تناول فرما لیا اور ہاتھ وغیرہ نیپکن سے صاف کر لئے تو آپ نے حضور سے اجازت لے کر گلاس میں بچا ہوا پانی بطور تبرک کے پی لیا۔

*اسی King Of Alada کا ایک ایمان افروز واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور کا بھی ملتا ہے۔حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر بینن کے دو بادشاہوں king of Alada اور king of Paraku کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں کا تبرک فریم کروا کر عنایت فرمائے۔ کچھ عرصہ بعد king of Alada کی اہلیہ بیمار ہو گئیں۔ بہت علاج معالجہ کروایا گیا مگر شفاء نہ ہوئی۔ اس پر بادشاہ کو خیال آیا کہ میرے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متبرک کپڑے کا ٹکڑا ہے۔کیوں نہ میں اس الہام ’’بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘‘ کا مصداق ہو کر برکت ڈھونڈوں۔ چنانچہ king of Alada نے وہ مبارک فریم اپنی اہلیہ کے جسم پر رکھ کر دعا کی کہ اگر یہ شخص سچا ہے اور لازماً سچا ہے تو اس کے صدقے میری اہلیہ کو شفاء عطاء فرما دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو سنا اور اس کی بیگم کو شفا عطا فرما دی۔

یہ تبرک والا کوئی نیا طریق نہیں ہے۔ آنحضور ﷺ کے دور میں صحابہؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تبرک لیا کرتے تھے۔اور خود بھی تبرک لینے کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے دوران جب آنحضور ﷺ مکہ کے گرد و نواح میں مقیم تھے۔قریش مکہ نے اپنا ایک سفیر مسلمانوں کی طاقت کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا۔ اس نے واپس جا کر سرداران کفار کو مشورہ دیا کہ مسلمانوں سے ہرگز لڑائی نہ کرنا میں نے موتیں دیکھی ہیں۔ وہ اپنے رسول ﷺ کے اردگرد محبت سے سرشار بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کے رسول جب وضو کرتے ہیں تو وہ اس پانی کو نیچے گرنے نہیں دیتے بلکہ اس بچے ہوئے پانی کو اپنے مونہوں پر پیار سے ملتے اور بعض پی بھی لیتے ہیں۔ دراصل یہ تبرک تھا جو صحابہؓ پی لیا کرتے تھے۔

تبرک کی بات چلی ہے تو جس نفس مضمون کو آج اس آرٹیکل میں اجاگر کرنے جا رہا ہوں۔ اس میں اس حقیقت کا اضافہ بھی کرتا جاؤں کہ ہم اپنے معاشرے میں بزرگوں بالخصوص والدین کی وفات پر ان مرحومین کے زیر استعمال اشیاء کو تبرک کی خاطر محفوظ کر لیتے ہیں۔ ان کے زیر استعمال کپڑوں کو چھو کر اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ ان کپڑوں سے والدہ مرحومہ یا مرحوم والد کی خوشبو آتی ہے۔ والدین کی وفات کے بعد جائیداد کی تقسیم کے وقت ان متبرک کپڑوں کو بھی تقسیم کرتے ہیں۔بعض تو اس حد تک افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں کہ بات شرک کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ مجھے لاہور میں کسی کے گھر جانے کا اتفاق ہوا تو اس گھر میں ایک زنگ آلود گاڑی کھڑی تھی۔ میں نے پوچھا اتنی خوبصورت کوٹھی میں یہ زنگ آلود اور ٹوٹی پھوٹی کار کیوں کھڑی کر رکھی ہے؟ جواب ملا کہ ابا مرحوم کے زیر استعمال تھی۔ ہم نے تو اس کوٹ کو بھی کار سے نہیں نکالا جو وہ دفتر جاتے ہوئے پہنا کرتے تھے۔ وہ اسی طرح کار میں لٹکا ہوا ہے۔ خاکسار کے سمجھانے پر انہوں نے اس کار کو dispose off کیا۔

یہ درست ہے کہ بزرگوں یا روحانی شخصیات کی طرف سے ملنے والے تحفے تحائف تبرک کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور انہیں اس غرض سے اپنے استعمال میں لانا کہ ایک طرف ان سے پیار کا اظہار ہو اور دوسری طرف ان کی یادہمیں ان کے اوصاف اور نیکیوں کی طرف لے جائے اور ہم بھی انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وہی تمام نیکیاں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔لیکن اصل تبرک کا مفہوم تو وہ ہے جو ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے :

حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے کہ آپ کے صحابہؓ وضو والا پانی اپنے ہاتھوں اور چہروں پر ملنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے ایسا کرنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ صحابہؓ نے جواباً کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کی وجہ سے ۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اللہ اور اس کے رسول سے واقعی محبت کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بھی تم سے محبت کرے تو تمہیں چاہیے کہ اوّل ۔ ہمیشہ سچ بولو، دوم۔ جب تمہارے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں کبھی خیانت نہ کرو اور سوم اپنے پڑوسی سے ہمیشہ حسن سلوک کرو۔

(حدیقۃ الصالحین ، از ملک سیف الرحمٰن صفحہ 124۔125)

یہی وہ مضمون ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا ہے۔

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۲﴾

(آل عمران:32)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تو اصل اور حقیقی تبرک وہ تعلیمات اور حسنِ عمل ہے جو خاندانوں میں بزرگ یا روحانی شخصیات اپنی وفات پر اپنے پیچھے بطور امانت چھوڑ جاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیشرو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات پر تعزیتی خطوط اور قرار دادوں کی اہمیت اور اس کے اصل فلسفہ اور حکمت

بقیہ صفحہ 5 پر

طاہر فاؤنڈیشن

اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال

از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

قسط نمبر 2

السّلام علیکم

سوال: جب ہم نماز ختم کرتے ہیں تو السلام علیکم کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اس لئے کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے کے بعد آپ زیادہ بہتر (فرمانبردار) بن چکے ہوتے ہیں۔ اور خدا کی طرف سے گویا سب کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ ہم تمہیں سلامتی بھیجتے ہیں۔ اور دائیں اور بائیں سب دنیا کو ہم سلامتی بھیجتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کسی کے خلاف کوئی بدارادہ نہیں باندھنا چاہئے بلکہ دنیا کو امن کا پیغام دینا چاہئے۔ تو یہ نماز میں تربیت ہے۔ کہ جب نماز سے فارغ ہو۔ واپس دنیا میں آؤ۔ تو سلام لے کر واپس آؤ۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اطفال سے ملاقات، ریکارڈ شدہ 10 مئی 2000ء روزنامہ الفضل 9 اپریل 2000ء)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوال: صرف صحابہ کے نام کے ساتھ ہی کیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتا ہے؟

جواب: یہ اصطلاح بن گئی ہے پرانے زمانے سے چلی آرہی ہے۔ قرآن کریم میں جب صحابہ کا ذکر آتا ہے۔ تو اس میں آتا ہے رضوان اللہ علیہم۔ اللہ کی رضوان ان کو حاصل تھی۔ اس وقت سے یہ اصطلاح بن گئی ہے کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی لجنہ سے ملاقات: ریکارڈنگ 9 جنوری 2000ء، روزنامہ الفضل 8 مئی 2000ء صفحہ 3)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سوال: ہماری جماعت کا یہ مؤقف ہے کہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ جو ہے ہر سورت کی پہلی آیت گنی جاتی ہے۔ لیکن نماز میں سورت فاتحہ سے پہلے یہ نہیں پڑھی جاتی۔

حضور: پڑھی جاتی ہے۔

سائل: حضور بالجہر میں۔

حضور: ہاں اونچی آواز میں نہیں پڑھی جاتی۔ لیکن پڑھی جاتی ہے مگر وجہ یہی ہے جو میں بیان کر رہا ہوں کہ بعض مسالک ہیں جو نسلاً بعد نسل ہم نے ورثے میں پائے ہیں۔ اس لئے جو شافعی ہیں وہ پڑھتے ہیں انہوں نے نسلاً بعد نسل یہی ورثہ میں پایا ہے جب وہ سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہیں تو بالجہر بِسۡمِ اللّٰہِ بھی پڑھتے ہیں لیکن ہم نے احناف میں جنم لیا ہے اور اکثر ہندوستان پر اور ترکی پر احناف کا غلبہ ہے۔ اس لئے ان کا طریق ہم نے اپنا لیا ہے۔ کہ بِسۡمِ اللّٰہِ خاموش پڑھو اور باقی اونچی پڑھو۔ غالباً ہو سکتا ہے یہ مسلک ان کا ہو کہ یہ ایسی لازمی چیز ہے کہ یہ گویا کہ Understood ہے ان معنوں میں جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے ہر دوسری سورت کے مضمون میں تبدیلی ہوگی بِسۡمِ اللّٰہِ وہی کی وہی رہے گی۔ شائد اس لئے انہوں نے نہ کی ہو بس یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب تلاوت فرماتے ہوں۔ تو شروع میں بِسۡمِ اللّٰہِ کو الگ اور ممتاز کرنے کے لئے نسبتاً ہلکی آواز میں پڑھتے ہوں۔ اور پھر باقی سورت یا آیات کی تلاوت پوری طرح جہر سے کرتے ہوں۔ یعنی بعید نہیں میں امکان بتا رہا ہوں۔ اور یہ آواز جو ہے اگر ہلکی پڑھی جائے شروع میں اور باقی سورت اونچی تو پچھلی صفوں والوں کو پہلی بِسۡمِ اللّٰہِ کی آواز نہیں پہنچے گی۔ بلکہ یہ پہنچے گی۔ یہ میں وجہ جواز سوچ رہا ہوں کیوں آخر اتنے بڑے مسلک کے علماء اور بزرگ فقہاء نے اس بات کو قبول کر لیا ہے جبکہ وہ روایات کی خوب چھان بین کیا کرتے تھے اور چونکہ ایک بڑے مسلک کے علماء نے اس کو قبول نہیں کیا بِسۡمِ اللّٰہِ خاموشی سے پڑھنے کو اس لئے لازماً وہ اونچی آواز سے بھی سنتے ہوں گے۔ تو دو مختلف راوی لازماً موجود ہیں۔ ایک رواۃ کا سلسلہ ہے جس نے کہا ہم نے تو کبھی رسول اللہ ﷺ کو بِسۡمِ اللّٰہِ اونچی آواز سے پڑھتے ہوئے نہیں سنا اور یہی ہمارا موقف چلا آرہا ہے اور ایک حصہ نے کہا ہم نے تو سنا اور ہمیشہ سے ہمارا یہی موقف چلا آرہا ہے تو اب اس کا کیا حل ہو سکتا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسے گروہوں میں ہوں کہ ایک دوسرے کی تکذیب کر رہے ہوں۔ اور ناواجب ایک مسلک دنیا کے سامنے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ مسئلہ ایسا ہے ہی نہیں جس پر تعصبات کا اثر ہو اس لئے جو حل میں نے سوچا ہے وہ یہ مجھے دکھائی دیا ہے کہ بسا اوقات باہر سے آنے والے ذرا پیچھے آتے ہیں اور ان کی روایات میں ہم نے کس طرح دیکھا نماز پڑھتے ہوئے۔ یہ بات ہو سکتی ہے نمایاں طور پر کہ بِسۡمِ اللّٰہِ اونچی آواز سے نہیں پڑھی تھی مگر سورہ فاتحہ اونچی آواز سے پڑھی تھی باقی سورت فاتحہ۔ اب رہا معاملہ ان بزرگ صحابہ کا جو اکثر پہلی صف میں ہوتے تھے اور قریب ہوتے تھے۔ ان کے ہاں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لئے یہ بات روزمرہ کی اتنی تھی کہ حدیث میں اہمیت کے لئے بیان کرنے کی ضرورت ہی کبھی نہیں پڑی ان کی خاموشی جو ہے مدد ہوگئی ہے ان دو گروہوں کے پیدا ہونے میں ورنہ اگر ان کبار صحابہ کی قطعی روایات ہوتیں۔ تو کبھی ہو نہیں سکتا تھا کہ ایسے دو الگ الگ مسلک پیدا ہوتے۔

(ملاقات پروگرام مؤرخہ 5 اپریل 1996ء)

☆**سوال**: بِسۡمِ اللّٰہِ سورۃ کا حصہ ہے مگر نماز میں اس کی بالجہر قرأت نہیں کی جاتی۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

حضور: یہ دو School of thoughts ہیں دو مکتبہ فکر ہیں بعض بِسۡمِ اللّٰہِ کی تلاوت نہیں کرتے اور بعض بِسۡمِ اللّٰہِ کی تلاوت کرتے ہیں امام شافعیؒ وغیرہ لیکن حنفی بِسۡمِ اللّٰہِ کی تلاوت اونچی آواز میں نہیں کرتے۔ تو جماعت احمدیہ کا عقیدہ یہ ہے یہ دونوں میں سے جو بھی کر لو دونوں جائز ہیں۔ لیکن ہم نے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ عادت بطور ورثہ میں پائی جاتی ہے ہم اس کو اپناتے ہیں لیکن دل میں ضرور پڑھتے ہیں ہر سورۃ کے آغاز میں۔ اگر وہ آغاز سے شروع کی جاتی ہے تو ہم دل میں لازماً بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھتے ہیں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ مجلس سوال و جواب 11-08-2000ء)

☆**سوال**: کیا بِسۡمِ اللّٰہِ کو ہر آیت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے نماز میں؟

حضور: بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھنا ضروری ہے مگر دل میں۔ مگر بالجہر پڑھنا ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ اس پر فقہاء کا اختلاف ہے۔ شافعی بالجہر پڑھنے پر اصرار کرتے ہیں بلکہ اکثر عرب احمدی بھی ہوئے ہیں تو پہلے نماز کی امامت کرواتے ہیں بِسۡمِ اللّٰہِ سے ہی شروع کرتے ہیں اور کبھی ہم نے ان کو روکا بھی نہیں کیوں کہ ایسا مسئلہ ہی نہیں جسے اصرار کے ساتھ نافذ کیا جائے۔ دو امکانات ہیں اور دونوں ہی جماعت احمدیہ میں رائج رہے ہیں لیکن چونکہ حنفی فقہ کو باقی فقہ پر فوقیت بخشی اس لئے جماعت احمدیہ کا مسلک اس فقہ پر چلا آرہا ہے اور حنفی بِسۡمِ اللّٰہِ نہیں پڑھتے، بالجہر نہیں پڑھتے۔ اور دوسرے جو پڑھتے ہیں اُن پر اعتراض بھی کبھی نہیں کیا۔ اس میں اختلاف نہیں ہے کوئی پڑھے تو کہے کہ تیری نماز خراب ہوگئی۔ میرے ماموں ولی اللہ شاہ صاحب وہ چونکہ رہے تھے کافی عرصہ عربوں میں جا کر تو اُن کی عادت تھی بِسۡمِ اللّٰہِ بالجہر پڑھنے کی اور حضرت مصلح موعودؓ نے اس علم کے باوجود ان کو بار بار امام الصّلوٰۃ مقرر فرمایا۔ جمعہ پڑھاتے تھے اور کبھی ایک صحابی نے بھی اُن پر اعتراض نہیں کیا کہ بِسۡمِ اللّٰہِ بالجہر کیوں پڑھتے ہیں۔ ان مسائل کو ہم ایک دوسرے سے لڑنے اور پھوٹ ڈالنے کا ذریعہ نہیں بنائیں۔ ایک انسان سچے دل سے سمجھتا ہے رسول اللہ ﷺ نے ایسا کہا ہو گا وہ کرتا ہے دونوں ہی مبارک ہیں ان کے لئے لیکن جماعت کے ایک شخص کے اوپر جو چیز اب رائج ہو چکی ہے وہ بھی ہے کہ بِسۡمِ اللّٰہِ اونچی آواز میں تلاوت نہیں کی جاتی مگر آج بھی کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ مجلس سوال و جواب مؤرخہ 9 اپریل 1997ء)

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

سائل: عام مسلمان جو تلاوت قرآن کریم کرتے ہیں آخر میں صدق اللہ العظیم پڑھتے ہیں۔ تو ہمارے ہاں یہ بات نہیں دیکھنے میں آتی۔

حضور: نہیں۔ بعض پڑھتے ہیں۔ بعض احمدی پڑھتے ہیں کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

سائل: کوئی حرج نہیں؟

حضور: یہ بعد کی بات ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں رواج نہیں تھا مگر جو سنّتِ حسنہ ہو جس پر کوئی شرعی اعتراض نہ ہو اور اس کے اوپر کوئی سقم واقعہ نہ ہو تو اس کے استعمال کرنے میں کوئی حرج بھی کوئی نہیں تو ہم جو نہیں کہتے اس لئے نہیں کہتے کہ ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ کے زمانے جو قرآن کے حوالے سے مسلک قائم ہو گیا وہ سب سے خوبصورت ہے اسی کے ساتھ رہنا چاہئے۔ جو کہتے ہیں کہ ایک سنت حسنہ داخل کرنے کی اجازت بھی تو ہے تو کرنے دو بے شک اختیار کرو مگر تمہیں گناہ کوئی نہیں ہو گا لیکن ہمیں نہیں پسند ہمیں تو وہی مسلک پسند ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رائج تھا۔ ٹھیک ہے۔

(ملاقات پروگرام: مؤرخہ 2 اگست 1996ء)

☆**سوال:** غیر احمدی لوگ قرآن کریم کی تلاوت ختم کرنے پر صدق اللہ العظیم کہتے ہیں۔

حضور: احمدی بھی کہہ سکتے ہیں کہنے میں تو کوئی حرج نہیں۔ مگر یہ کوئی رواج نہیں ہے۔ سنت نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ مگر بعد میں صدق اللہ العظیم نہیں کہا کرتے تھے۔ یہ لوگوں کی بنائی ہوئی بات ہے۔ وہ کہیں نہ کہیں اللہ نے سچ بولا ہے اللہ تو سچ ہی بولتا ہے۔ صدق اللہ العظیم کا مطلب ہے۔ اللہ عظیم نے سچ بات کی ہے۔ یہ ویسے تو کوئی رسم نہیں ہے تصدیق کرنے کا حرج کیا ہے۔ مگر سنت نہیں ہے اس لئے ہم احمدی نہیں پڑھتے۔

دعائے ختم القرآن پڑھنی چاہئے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ کی اطفال سے ملاقات، ریکارڈ شدہ 10 نومبر 1999ء
روزنامہ الفضل 29 جولائی 2000ء صفحہ 3)

یا اللہ یا رسول!

سوال: یا اللہ یا رسول! ہم عام کہتے ہیں یہ تو زندہ کے لئے استعمال ہوتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں؟

حضور: اسی پر ان میں آپس میں لڑائیاں ہو رہی ہیں یا محمد ﷺ! وہ لوگ کہتے ہیں جو بریلوی عقیدے کے ہیں اور واقعتاً تسلیم کرتے ہیں جب آپ ﷺ کو مخاطب کرتے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمداً سامنے موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے جب یہ معراج شریف کی جگہ سیرت کے جلسے منعقد کرتے ہیں تو جب بھی سلام ہو رہا ہو سب اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اپنی کرسیوں پر اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سامنے موجود ہیں اور پھر ہر جگہ موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرح صرف ایک جگہ موجود نہیں بلکہ اسی لمحہ ہر جگہ موجود ہیں یہ سارے مشرکانہ عقیدے جس سے اسلام کا دور کا بھی تعلق نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اعمال کے بعد ملاء اعلیٰ اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے اور قرآن سے ثابت ہے کوئی بھی شخص جس کی روح اپنے رب کے پاس حاضر ہو جائے وہ واپس نہیں آیا کرتی۔ وہ صرف فرضی باتیں اور کہانیاں بنائی ہوئی ہیں انہوں نے۔ اگر یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی عقیدے سے تعلق ہے جو نظر آتا ہے تو یہ مشرکانہ بات ہے لیکن یہ کوئی حق نہیں کسی دوسرے کی مسجد میں جا کر یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مناتے آدمی کا اپنا فعل ہے وہ خدا کے ہاں جواب دہ ہے۔ ہمارا اپنا استنباط ہے کہ یہ مشرکانہ فعل ہے وہ سمجھتے ہیں مشرکانہ نہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص عزت ہے مرنے کے بعد جواب دہ ہونا ہے اس نے فیصلہ کرنا ہے۔

(مجلس عرفان سوال و جواب از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ، مجلس سوال و جواب کیسٹ نمبر 30، 104 جون 1995ء)

یا رسول اللہ!

سوال: 'یا رسولُ اللہ' صحیح حرف ہے یا 'یا رسولَ اللہ' کہنا چاہئے؟

حضور: یا رسول اللہ۔ مگر اصل آپ نے بات پوچھی نہیں کہ یا رسول اللہ! کہنے کا مطلب کیا۔ اصل بحث تو ہے ہی اور۔ آپ نے صرف زبر زیر کی بحث اٹھا رکھی ہے ۔۔۔۔۔ وہ گرامر کا مسئلہ ہے نداء کے نتیجہ میں نصب آجاتی ہے جس کو نداء دی جارہی ہو اس پر نصب آجاتی ہے عربی کا کاعدہ ہے۔ یہ تو رسول اللہ میں تو رفع آتی ہے اگر پیش پڑھیں تو اس لئے نصب ضروری ہے یا رسولَ اللہ کہنا پڑتا ہے۔

(مجلس عرفان، کیسٹ نمبر 9)

بقیہ: اداریہ ...... از صفحہ 3

کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ قراردادیں یا تعزیتی خطوط صرف افسوس کی حد تک نہ ہوں بلکہ ان میں یہ عہد و پیمان ہوں کہ اے جانے والے! ہم تیری عظمت کو سلام کرتے ہیں اور تیری دی ہوئی تعلیمات پر بھرپور عمل کریں گے اور اے آنے والے! تیرے ساتھ بھی ہم صدق و وفا کے ساتھ اس عہد وفا کو پہلے سے بڑھ کر نبھانے کی کوشش کریں گے۔

* اس آرٹیکل کو کمپوز کرنے والی مسز صدف علیم صدیقی نے کینیڈا سے مجھے بتایا کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات پر کراچی میں تھی۔ ہم خواتین تعزیت کے لئے خاندان مسیح موعود علیہ السلام کی ایک خاتون کے گھر جمع تھیں جہاں بعض خواتین کی درخواست پر آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے تبرکات تقسیم کئے۔ خاکسار نے طبیعت میں جھجک اور مروت کی وجہ سے کوئی تبرک نہ مانگ سکی۔ کچھ عرصہ بعد حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک بیٹی سے ملاقات پر تبرک کی بات چل نکلی جس پر آپ نے مجھے مخاطب ہو کہا کہ "آپ خود ابا کا تبرک بن جائیں ویسی بن جائیں۔ وہ تمام خوبیاں اپنے اندر پیدا کرلیں جو ابا ہم سب سے چاہتے تھے تو آپ بھی ابا کا تبرک بن جائیں گی"

* اس واقعہ سے مجھے ایک سبق آموز کہاوت یاد آرہی ہے۔ ایک بادشاہ نے یہ اعلان عام کیا کہ آج فلاں وقت سے فلاں وقت تک محل کے دروازے ہر کس و ناکس کے لئے کھول دیئے جائیں گے جس کسی کو جو چیز پسند آئے وہ لے جائے۔ ایک عمر رسیدہ شخص آہستہ آہستہ اپنی گھونٹی کے سہارے بادشاہ کی طرف آگے بڑھا اور جاکر بادشاہ کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا۔ میرے لئے اس بادشاہ سے بڑھ کر کوئی اور چیز نہیں۔ اور یوں اس بوڑھے نے بادشاہ کا دل جیت لیا۔ کیونکہ وہ بادشاہ کا ہو گیا تھا۔

* ہمارے پیارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہر دوسرے خطبہ جمعہ میں جب مرحومین کا ذکر خیر فرماتے ہیں تو ہر ذکر کے بعد اولاد کے لئے یہ دعائیہ فقرہ ضرور شامل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو اولاد کے اندر منتقل فرمائے۔ اور اولاد کو ان کی نیکیوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

پس تبرک وہی ہے جو تعلیمات اور حسن عمل کی صورت میں ہمیں ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن، اسلام اور تشریحات حضرت مسیح موعودؑ و خلفائے عظام پر عمل کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(ابوسعید)

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

انسان کرتا ہے تو ان باتوں کا اُسے خیال رکھنا چاہئے کہ انتہائی عاجزی دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکا جائے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ سے پیار کا اظہار کرنا اور اُس کے پیار کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کو علم میں لانا۔ ہر فضل جو انسان پر ہوتا ہے اُس کو یہ سمجھنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ علم ہونا چاہئے کہ ہر نعمت جو مجھے ملی ہے وہ اللہ کے فضلوں کی وجہ سے ملی ہے۔ یہ احساس پیدا ہونا چاہئے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری ہے۔ پھر اُس کے انعامات اور احسانات کا منہ سے اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا، اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کی حمد سے، اُس کے ذکر سے تر رکھنا۔ پھر یہ بھی کہ اُس کی مہیا کردہ نعمتوں کو اس رنگ میں استعمال کرنا جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے والی ہوں، جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ان باتوں کے کرنے کے نتیجے میں پھر ایک شکرگزاری حقیقی رنگ میں شکرگزاری بنتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس کے نتیجے میں پھر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا یہ ہے کہ وہ اپنے ایسے شکرگزار بندوں کو مزید انعامات اور احسانات سے نوازتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اس طرح شکرگزار ہو گے تو لَاَزِیْدَنَّکُمْ مَیں تمہیں اور دوں گا، اس کو حاصل کرنے والے بنو گے۔

پس جب لوگ مجھے لکھتے ہیں اور ملاقاتوں میں بتاتے ہیں کہ جلسہ گاہ میں بڑا فائدہ ہوا، بڑا لطف آیا تو یہ لطف اور فائدہ بھی فائدہ مند ہے جب اس کے نتیجے میں ہر احمدی پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والا اور اُس کی عبادت کرنے والا بنتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے کے لئے پہلے سے زیادہ کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں اور انعاموں کی ایک فہرست بنائے اور اپنے سامنے رکھے۔ جن نیکیوں کے کرنے کی توفیق ملتی ہے، پکا ارادہ کرے کہ اب ان پر مَیں نے قائم رہنا ہے۔ برائیوں کی فہرست بنا کر پھر ان سے بچنے کی کوشش کرے۔ اپنی تمام ترصلاحیتوں اور قوتوں کے ساتھ یہ کوشش ہونی چاہئے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے ان احسانوں اور انعاموں کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد سے اپنی زبان کو تر کرتا چلا جائے اور ہمیشہ اس بات پر قائم رہے کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کا غلط استعمال نہیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اگر اس ملک میں آکر بہتر حالات کر دیئے ہیں، مالی کشائش دے دی ہے تو اس مالی کشائش کو بجائے غلط کاموں میں استعمال کرنے کے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے استعمال کرنا ہے۔

(خطبہ جمعہ 13 جولائی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حنیف احمد محمود۔لندن

بعض مرحوم افسران کا ذکرِ خیر

ان بزرگان سے کسب فیض اور راہنمائی حاصل کرنا، میری زندگی کا ماحصل ہے

خاکسار نے جامعہ احمدیہ میں جن اساتذہ سے علمی فیض پایا۔ان میں سے مرحوم اساتذہ کا ذکرِ خیر حدیث نبویؐ میں بیان ایک ہدایت اُذْکُرُوْ مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ (بحارالانوار جلد 72 صفحہ 239) کے تحت ایک طویل مضمون میں بیان کر چکا ہوں۔ جو روزنامہ الفضل آن لائن مؤرخہ 2جولائی 2021ء میں طبع ہو چکا ہے۔اس مضمون میں چار ایسے بزرگ اساتذہ کا بھی ذکر تھا جو الحمد للہ بقید حیات ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی عمروصحت میں برکت دے اور مرحومین کی مغفرت فرمائے۔آمین

آج میں ان چند ایسے مرحومین کا ذکرِ خیر کرنے جا رہا ہوں جن سے خاکسار نے علمی کسب فیض تو کمایا ہی لیکن انتظامی لحاظ سے بھی فائدہ حاصل کیا۔جس حدیث نبوی ﷺ کا خاکسار نے اوپر ذکر کیا ہے اس کے مکمل الفاظ یوں ہیں۔

"اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ وَکُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْھِمْ" یعنی تم اپنے وفات یافتہ افراد کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی برائیاں بیان کرنے سے باز رہو۔ان کے عیوب بیان نہ کیا کرو۔یہ حدیث سنن ابو داؤد کتاب الادب میں بھی بیان ہوئی ہے۔اس حدیث کے دو حصے ہیں۔ایک مرحومین کا اچھے انداز میں ذکر اور دوم ان کے عیوب بیان کرنے سے رکنا جس کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔کیونکہ باتوں باتوں میں بُرائی بیان کرنے کی بعض جگہوں پر عادت موجود ہے اور کسی کی وفات کے کچھ دن بعد ہی ہم بعض لوگوں کو یہ کہتے سنتے ہیں کہ "اچھا! ہُن تے او فوت ہو گیا اے ورنہ......" یہ کہتے کہتے پیٹھ پیچھے بات کرنے کے عادی ایک دو باتیں کر ہی جاتے ہیں۔

یہ تمہید باندھنے کی وجہ اپنے اس مضمون سے بھی متعلق ہے، وہ یہ کہ انتظامی لحاظ سے جن سے کچھ سیکھا جا رہا ہوتا ہے وہاں Administration wisely دوران سروس ایسی باتیں بھی ہو جاتی ہیں یا سُننی پڑتی ہیں جو طبیعت کے منافی ہوتی اور گراں بھی گزرتی ہیں یا طبیعت پر ناگوار بوجھ بن جاتی ہیں۔لیکن درحقیقت یہ باتیں بھی اصلاح کے لئے ہی ہو رہی ہوتی ہیں۔کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے خربوزہ کاٹ کر اس کی قاشیں اپنے وزراء کو دیں تمام وزراء نے وہ قاشیں کڑوی ہونے کی وجہ سے تھوتھو کر کے پھینک دیں مگر ایک جہاندیدہ وزیر نے بڑے مزے لے کر اپنے حصے کی قاش کو کھالیا۔بادشاہ کو دیگر وزراء کی طرف سے منہ بنانے اور قاشیں پھینکنے پر محسوس ہو گیا تھا کہ خربوزہ ٹھیک نہیں ہے اور بادشاہ نے جب قاش مزے سے لے کر کھانے والے وزیر سے اس کی وجہ پوچھی تو اس وفاشعار وزیر نے بادشاہ کو مخاطب ہو کر کہا کہ اے بادشاہ! روزانہ ہی آپ کے دربار سے اَنگنت میٹھی اور لذیذ اشیاء کھانے کو ملتی ہیں اگر ایک روز کڑوی مل گئی تو کون سی اچنبھے کی بات ہے؟

اس لئے اگر یہ اساتذہ اور افسران کبھی ایسی کوئی بات کر جائیں یا کوئی ایسا فیصلہ کر دیں جو عارضی طور پر تلخ محسوس ہو تو اُسے بھی بخوشی قبول کر لینا چاہئے۔کیونکہ یہ ہماری تعلیم و تربیت اور اصلاح کے لئے ہی ہوتا ہے۔انہوں نے ہمارا مثبت کردار تعمیر کرنے اور اخلاق حسنہ سکھانے پر بھی تو محنت کی ہوتی ہے اگر ایک بات مزاج کے برعکس ہو جائے تو تعجب کی بات نہیں۔

*اب میں آتا ہوں انتظامی لحاظ سے ان مرحوم بزرگ افسران کے ذکر خیر کی طرف۔جن سے خاکسار نے انتظامی لحاظ سے کسب فیض پایا اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

1۔مکرم سید احمد علی شاہ، سابق نائب ناظر اصلاح و ارشاد:

خاکسار نے جامعہ احمدیہ سے تعلیم مکمل کر کے جب میدانِ عمل میں قدم رکھا تو 1978ء میں میری خدمات کا آغاز نظارت اصلاح و ارشاد مقامی کے تحت ہوا، جہاں مکرم سید احمد علی شاہ مرحوم دفتر کے افسر تھے۔ آپ کا عہدہ نائب ناظر کا تھا۔آپ نے ایک دو دنوں میں ہی نئے آنے والے تمام مربیان کی تقرریوں کی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے منظوری لی اور ایک اجتماعی میٹنگ کرنے کے بعد ہر مربی صاحب کی نئے اسٹیشن کے بارہ میں رہنمائی کی۔یہ آپ کا ہی خاصہ تھا کہ آپ کو ہر مربی سینٹر کے بارے میں مکمل معلومات ہوتی تھیں۔آپ مربیان کی چھوٹی سے چھوٹی بات میں رہنمائی فرماتے۔حتیٰ کہ کپڑے کس طرح کے پہننے ہیں، مربی کا کردار اور چال ڈھال کیسی ہونی چاہئے۔ جماعت کے اموال کی حفاظت کی طرف بہت توجہ دلاتے تھے۔ڈائری لکھنے کا کہتے تھے کیونکہ خود بھی اس کے عادی تھے۔چونکہ آپ عالم باعمل، اعلیٰ پائے کے مقرر اور مناظر تھے۔اس لئے مربیان کی ملاقاتوں میں بعض اہم نکات اور علمی باتیں بتایا کرتے تھے۔مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ کی ایک یہ نصیحت ہوتی تھی کہ میدان عمل میں کسی دوست کو نیچے گرانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ ہر ایک کو خلیفۃ المسیح سے محبت ہے۔وہ اپنی استعدادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے خلیفۃ المسیح کے حکم اور ارشاد پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔اس لئے کبھی بھی پہلے کام کر کے جتایا نہ جائے کیونکہ بعض گاڑیاں نئی دہلی ریلوے اسٹیشن (یہ انڈیا کا سب سے بڑا ریلوے اسٹیشن ہے، جہاں 16پلیٹ فارمز سے ملک کے دیگر حصوں کی طرف روزانہ 350ٹرینز چلتی ہیں) کے راستے لمبا سفر کر کے سنٹر میں آتی ہیں اور بعض بذریعہ لاہور جلدی منزل مقصود تک پہنچ جاتی ہیں۔اس لئے ممکن ہے کہ آپ خلیفۃ المسیح کے ارشاد کی تعمیل اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر کریں اور

مکرم سید احمد علی شاہ، سابق نائب ناظر اصلاح و ارشاد

دوسرے ساتھی ابھی پیچھے ہوں۔اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر صرف خدا کا شکر ادا کریں۔

چونکہ شاہ صاحب ہمارے محلہ دار بھی تھے اس لئے مسجد محمود میں آپ کے درس اور تقاریر سننے کا موقع ملتا رہا۔آپ اکثر پگڑی اور حضرت مصلح موعودؓ والا چھوٹا کوٹ زیب تن رکھتے اور سائیکل پر دفتر آتے اور بازاروں میں بھی سائیکل پر ہی نظر آتے۔لوگوں سے اکثر سائیکل سے اتر کر ملتے اور حال احوال دریافت فرماتے نظر آتے تھے۔

میں جب 1990ء میں سیرالیون سے واپس پاکستان آیا تو مجھے نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ میں حاضر ہونے کو کہا گیا۔تو محترم مولانا موصوف کو اب اس نظارت میں نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے طور پر دیکھا۔خاکسار کی بدوملہی تقرری کے خط پر آپ کے نائب ناظر اصلاح و ارشاد مقامی اور دارالذکر لاہور میں تقرری کے خط پر آپ محترم کے بطور نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے دستخط ہیں اور یہ دونوں خطوط آج بھی خاکسار کے پاس ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔

2۔مکرم مولانا سلطان محمود انور، سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ:

جن سے خاکسار نے انتظامی امور کے بارے میں فیض حاصل کیا یا یوں کہنا چاہئے کہ انتظامی امور میں بہت کچھ سیکھا وہ مولانا سلطان محمود انور مرحوم ہیں۔سیرالیون سے واپس آنے کے بعد میں آپ کی شخصیت سے بالکل ناواقف تھا۔ صرف نام سن رکھا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا ہے 1990ء میں میری سیرالیون سے واپسی پر نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ میں خاکسار کی خدمات سپرد ہونے پر پہلا تعارف اس وقت ہوا جب رخصت کے روز سہ پہر کے قریب مکرم رفیق احمد جاوید (سابق مربی سلسلہ) کا کسی کے ہاتھ پیغام آیا (اس وقت موبائل فون عام نہ تھے) پیغام یہ تھا کہ مکرم ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے آپ کو یعنی مجھے اپنے دفتر میں یاد فرمایا ہے۔میں ان کے دفتر چل دیا تو انہوں نے گھنٹہ بھر کے انٹرویو کو کمال مہارت سے انٹرویو کی بجائے ملاقات کا تاثر دیا۔بہت کھلے ماحول میں میرے متعلق تمام معلومات بھی لے لیں۔اس بالغ نظری کا خاکسار نے بعد میں متعدد جگہوں پر معائنہ کیا۔یہ انٹرویو دراصل لاہور دارالذکر میں تعیناتی کے لئے لیا جا رہا تھا۔

موصوف گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے۔بغیر نوٹس لئے تقریر بہت عمدہ کرتے تھے اس دوران جہاں بات پر زور دینا ہوتا وہاں مترادف الفاظ کا استعمال کرتے جس سے آپ کے انداز بیان میں چار چاند لگ جاتے اور سامعین متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے، مسجد اقصیٰ ربوہ میں آپ کا خطبہ سننے والے احباب اس بات کی گواہی دیں گے۔تقریر کا فن خاکسار نے آپ ہی سے سیکھا۔آپ اپنے ماتحت مربیان سے نہایت شفقت اور پیار سے پیش آتے۔حتی الوسع ان کی ضروریات کا خیال رکھتے۔ہر مربی اور ان کے آباء و اجداد اور خاندان سے بخوبی واقفیت رکھتے، پاکستان بھر کے اضلاع اور مجالس کے دورہ جات میں مربیان سے لگاؤ اور محبت بڑھانے کے لئے ان کے خاندان کا اس طرح ذکر کرتے جیسے آپ انہی کی فیملی کا حصہ ہوں۔دوروں کے دوران اور ربوہ مرکز میں آنے والے مربیان کی رپورٹس سن کر حوصلہ افزائی کرتے اور رہنمائی فرماتے۔

ایک خوبی جو میں نے آپ میں مشاہدہ کی (جس کی آج کے دور میں بہت ضرورت ہے) وہ یہ تھی کہ کسی کی کوئی برائی، کمی اور کمزوری کسی کے سامنے بیان نہ کرتے۔ایک کان سے سنتے دوسرے کان سے نکال دیتے یا اپنے اندر دفن کر لیتے۔چونکہ آپ اصلاحی کمیٹی کے بھی انچارج تھے اس لئے فریقین میں نہایت خوبی سے مصالحت کرواتے۔

آپ ایک منجھے ہوئے اچھے ایڈ منسٹیٹر تھے ۔ ایک دفعہ میں نے آپ کے سپرد حضور کی طرف سے کاموں اور ڈیوٹیوں کی فہرست بنائی تو وہ 14 تھے ۔ کسی کمیٹی کے صدر، کسی کے سیکرٹری اور کسی میں عام ممبر کے طور پر خدمات دینیہ پر مامور تھے۔

آپ ایک اچھے انشاء پرداز تھے جیسا کہ اوپر بتا چکا ہوں آپ بلا کے منجھے ہوئے مقرر تھے ۔ دھیمے انداز میں سامعین کے دلوں میں اُتر جاتے ۔ گہری سوچ کے حامل تھے ۔تقریر یا خطاب میں آپ کی اپروچ Intellectual ہوتی ۔قرآن و حدیث سے ہی نکات اخذ کر کے موجودہ حالات سے موازنہ کرتے ہوئے بات کرنے کا ملکہ رکھتے تھے ۔ آپ کی تقاریر و خطابات کی سینکڑوں آڈیوز ،وڈیوز کی کیسٹس آپ کے پاس موجود تھیں جن کو آپ نے مختلف مربیان سے ٹرانسکرائب بھی کروایا تا کہ ان کو شائع کروا سکیں مگر عمر نے ساتھ نہ دیا ۔ اب اولاد کو کم از کم اس حصہ کو جو ٹرانسکرائب ہو چکا ہے مضامین کی صورت میں شائع کروا دینا چاہئے کیونکہ یہ ایک بہت بڑا علمی و تربیتی خزانہ ہے۔

موصوف اعلیٰ پائے کے منتظم تھے ۔ میں نے آپ سے انتظامی لحاظ سے بہت سیکھا اور علمی معارف و نکات بھی کیونکہ یہ تمام نکات اور معارف خلافت کے تابع تھے ۔

آپ اس حوالہ سے بھی نڈر تھے کہ بڑے سے بڑے جرنلسٹ سے مل لیتے اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نپی تلی بات کرتے ۔لاہور میں خاکسار نے کئی مرتبہ بعض اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان اور دیگر جرنلسٹوں سے ملاقات کا انتظام کروایا ۔آپ بلا خوف و خطر ان سے مل کر جماعت کا مؤقف بیان کرتے رہے ۔اس حوالہ سے آپ نے مجھے بھی جرأت دلائی ۔ آغاز میں نیشنل اخبارات میں خطوط لکھوانے شروع کئے ۔پھر حوصلہ بڑھا کہ مضامین اور آرٹیکلز لکھواتے رہے ۔ اگر میں یہ کہوں کہ خاکسار کی تحریر و تحقیق کو درست سمت کی طرف پھیرنے کا سہرا مولانا موصوف کے حصے میں جاتا ہے تو غلط نہ ہو گا۔

حوصلہ دینے اور بڑھانے کی بات چلی ہے تو ایک واقعہ درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دور میں نو مبائعین کی آمد کا سلسلہ کثرت سے شروع ہوا ۔ آپؒ نے جماعتوں کو نو مبائعین کے لئے تربیتی نصاب تیار کرنے کی ہدایت فرمائی تو خاکسار نے بھی ایک نصاب تیار کیا ۔ ابھی وہ تکمیل کے آخری مراحل میں، ابواب کی صورت میں میرے مربی ضلع لاہور کے دفتر کی میز پر بکھرا پڑا تھا کہ اچانک آپ کی ربوہ سے آمد ہو گئی ۔ آتے ہی آپ نے ان بکھرے کاغذات کی وجہ تسمیہ دریافت فرمائی اور کرسی پر بیٹھ کر ان تمام کاغذات پر جستہ جستہ نظر دوڑائی اور بعض جگہوں پر رہنمائی بھی فرمائی ۔خوشی کے آثار چہرے پر نمایاں تھے ۔ بالخصوص اس باب پر جو جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل تھا جس میں جماعتی چندوں کا تعارف کروایا گیا تھا ۔ اس کو پڑھ کر بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا چندوں کا تعارف پہلی مرتبہ آپ اتنی تفصیل سے پبلک کے لئے منظرِ عام پر لائیں گے ۔ یہ بہت اچھا کام کیا ہے ۔ دو اڑھائی گھنٹہ کی اس سٹنگ میں اٹھتے وقت آپ نے دریافت فرمایا کہ اس کو کیسے شائع کروائیں گے ۔ میں نے عرض کی کہ اس کے بارے میں، میں نے ابھی نہیں سوچا ۔ اللہ خود اس نیک کام کی تکمیل کا انتظام فرما دے گا ۔تو کہنے لگے کہ اچھا اگر کوئی بندوبست نہ ہوا تو مجھے بھجوا دینا ۔ چنانچہ آپ نے نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے ایک شعبہ کے تحت ’’تربیتی نصاب‘‘ برائے نو مبائعین کے نام سے اسے شائع کروا دیا جس سے مجھے بہت حوصلہ ملا ۔ اور مزید کتب لکھنے کی طرف رغبت ہوئی ۔ لاہور کے قیام میں تین اہم تاریخی موضوعات پر کتب تصنیف کرنے اور انہیں شائع کروانے کی توفیق ملی جیسے اسلامی اصول کی فلاسفی کے سو سال مکمل ہونے پر بعنوان ’’جلسہ اعظم مذاہب پر اجمالی نظر‘‘، حضرت مسیح موعودؑ کی لیکھرام کی ہلاکت کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے سو سال مکمل ہونے پر بعنوان ’تیغ دُعا‘ اور لاہور میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قیام کے مبارک مقامات پر بعنوان ’’لاہور کی روحانی قدریں‘‘ شائع کرنے کی توفیق ملی ۔ اور یہ سلسلہ اسلام آباد اور بعد ازاں ربوہ میں بھی جاری رہا اور اب تک پاکستان اور ہندوستان سے شائع ہونے والی درجنوں کتب منظرِ عام پر آ چکی ہیں الحمد للہ رب العالمین ۔ یہ تمام آپ کی خصوصی توجہ، خوشنودی، حوصلہ افزائی اور خاکسار کے ساتھ قریبی تعلق کی مرہونِ منت ہیں ۔

ایک دفعہ آپ ربوہ میں رمضان میں ایک افطاری پر موجود تھے ۔ میں آپ کے دائیں جانب بیٹھا تھا ۔ کھانا تناول کر کے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میزبان کے لئے اس کے اموال میں برکت کی یہ دُعا سکھائی ہے اور ساتھ اپنے خاص انداز میں ٹھہر ٹھہر کر ترجمہ بھی بتایا اور کچھ دیر کے بعد آپ نے یہ دُعا بلند آواز سے پڑھ کر میزبان کے لئے دُعا بھی کروائی ۔ جو یہ تھی

اَللّٰهُمَّ، بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ، وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ

(مسلم کتاب الاشربہ)

ترجمہ: اللہ برکت دے ان کی روزی میں، بخش دے ان کو اور رحم کر ان پر ۔

خاکسار نے یہ دُعا پہلی مرتبہ سُنی تھی ۔ اور اس کے بعد اس دعا کو زندگی کا حصہ بنا لیا ۔

آپ کی طبیعت مرنجاں مرنج اور مثبت انداز میں بے تکلف تھی ۔ ہلکا پھلکا مذاق بھی کر لیتے تھے اور دوسرے کے جواب میں کہی ہوئی مزاحیہ بات بخوشی برداشت بھی کر لیتے تھے ۔ یہ بھی اعلیٰ اور نستعلیق شخصیت کا ایک انداز ہوتا ہے ۔بعض لوگ مذاق کر تو لیتے ہیں مگر دوسرے کے مذاق کو برداشت نہیں کرتے اور اس وقت ان لوگوں کو اپنا احترام یاد آ جاتا ہے ۔ ایک دفعہ مجھے محسوس ہوا کہ آپ کچھ ناراض ہیں اور کھچے کھچے ہیں ۔ میں نے آپ سے کہا کہ مولوی صاحب! مجھے حنیف محمود کہتے ہیں ۔میرے ان الفاظ سے آپ بہت محظوظ ہوئے اور بغیر توقف کے فرمایا ۔ اچھا ہوا ۔ آج مجھے بھی آپ کے نام کا پتہ چل گیا ہے ۔ بات آئی گئی ہو گئی ۔ دو تین دن بعد آپ ٹہلتے ٹہلتے میرے دفتر میں تشریف لے آئے ۔ میں نے بیٹھنے کو کہا تو فرمانے لگے ۔ بس میں یہ بتانے آیا تھا کہ مجھے سلطان محمود کہتے ہیں ۔ اس سے آپ کے تعلق اور محبت کا پتہ چلتا ہے ۔

ایک دفعہ میں نے ربوہ میں آپ کے دفتر میں بیٹھے ایک درخواست کی کہ لاہور بہت بڑا شہر ہے اور مربّی ضلع ہونے کے ناطے ہر حلقہ اور بعض احباب سے رابطہ کرنا ہوتا ہے ویگنوں پر وقت بہت ضائع ہوتا ہے تو مجھے رکشہ استعمال کرنے کی اجازت دے دیں ۔تو برجستہ فرمانے لگے ۔ ’’ہن تہانوں فیر رکشہ لے دئائے‘‘ کہ اب ہم آپ رکشہ لے دیں ۔آپ کے ان برجستہ الفاظ پر دفتر میں میرے ساتھ بیٹھے دیگر مربیان قہقہہ لگا کر ہنس پڑے ۔ جس پر خاکسار کے چہرے پر سبکی کے آثار دیکھ اور پڑھ کر اکاؤنٹنٹ کے نام ایک سلپ پر اجازت لکھ کر اکاؤنٹنٹ کو بلوا کر دے دی اور دیگر موجود مربیان سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے ۔ اب آپ بھی مطالبہ نہ کر ڈالیں ان کا کیس جینوائن ہے ۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے ۔ آمین

3۔مکرم راجہ نصیر احمد مرحوم، سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ :

یہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے جن افسران یا مختلف اضلاع میں امرائے کرام کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا وہ سب کے سب نہایت نرم مزاج اور اپنے ماتحتوں سے محبت و شفقت کا تعلق رکھنے والے اور خدمت دین بجالانے والوں کی قدر کرتے تھے ۔ ان میں ایک مکرم راجہ نصیر احمد مرحوم بھی تھے ۔آپ بہت سادہ مزاج تھے اور گفتگو میں بھی سادگی تھی ۔ دعا گو بزرگ تھے ۔ خلافت سے عقیدت کی حد تک پیار تھا ۔خطوط میں حضور کے لئے ’’آپ‘‘ کا لفظ استعمال نہ کرنے دیتے بلکہ کہتے ’’حضور‘‘ لکھا کریں ۔ میں نے ایک دن عرض کی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی تو آپؐ کا لفظ لکھا بلکہ بولا بھی جاتا ہے تو کہنے لگے کہ وہ کتابوں میں لکھا جاتا ہو گا ۔ دفتری خطوط میں خلیفۃ المسیح کے لئے ’’حضور‘‘ کا لفظ استعمال کیا کریں ۔ ایک دفعہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ کو اپنی شلوار قمیض اور شیروانی آپ کو تحفے میں دی ۔ جس پر آپ بہت خوش تھے اور ہر ملنے والے سے کافی دنوں تک اس محبت بھرے تحفہ کا ذکر کرتے رہے ۔

طبیعت میں مزاح تھا ۔ باتوں باتوں میں لطیفے کی بات نکالنا ان کا خاصہ تھا ۔ جیسے ایک بار اسلام آباد آئے ۔ اطفال کے ورزشی مقابلہ جات تھے، جہاں بعض خواتین بھی آئی ہوئی تھیں ۔ تو دیکھ کر کہنے لگے یہ تو تین سے زیادہ خواتین ہیں ۔ اسی طرح ایک دن دفتر میں بیٹھے تھے ایک مربی صاحب ربوہ سے باہر جانے کی اجازت لینے دفتر آئے اور کہنے لگے کہ ڈسکے (ڈسکہ شہر ضلع سیالکوٹ) جانا ہے کل آ جاؤں گا ۔تو اس پر مربی صاحب کو مخاطب ہو کر کہنے لگے ۔ضرور جائیں لیکن ڈس کے نہ جائیں ۔

قرآن کریم سے بہت پیار تھا ۔ گاڑی میں قرآن کریم رکھا ہوتا ۔

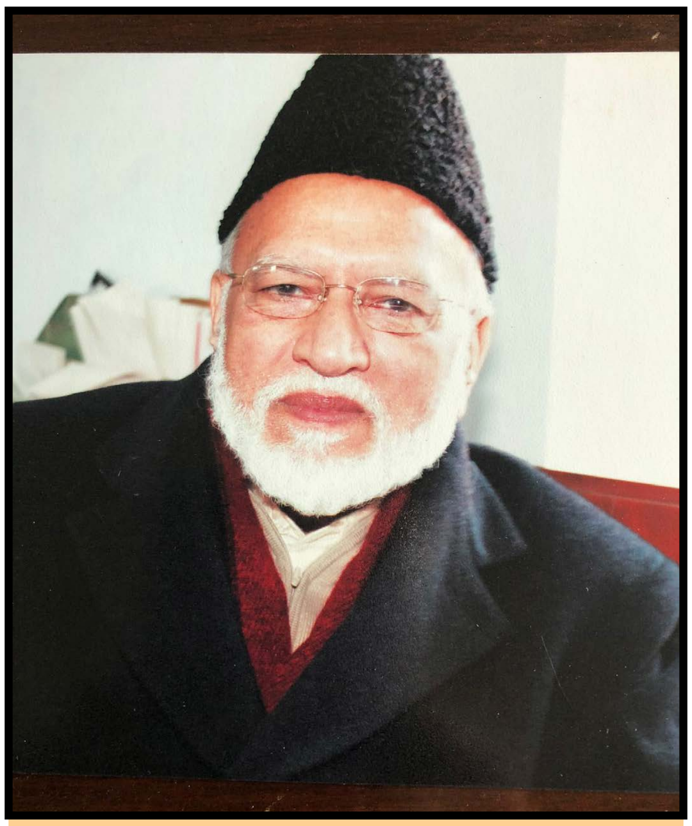

مکرم مولانا سلطان محمود انور، سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ

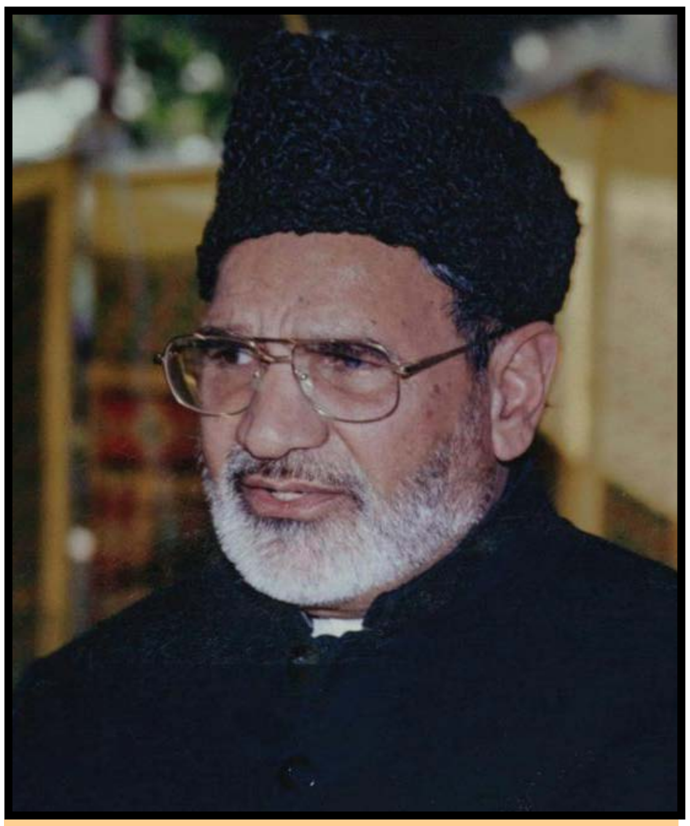

مکرم راجہ نصیر احمد مرحوم، سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ

سفر میں بھی تلاوت فرماتے۔آپ کہا کرتے کہ میں نے زمین پر بھی قرآن مکمل ختم کیا ہے، گاڑی یا بس کے سفر میں بھی، ہوائی جہاز یعنی ہواؤں میں بھی اور بحری جہاز یعنی سمندر میں بھی، اب space کا اللہ تعالیٰ موقع دے دے تو وہاں قرآن کریم ختم کرنے کو دل کرتا ہے۔خطبہ، تقریر اور نمازوں کے لئے امامت کے لئے نوجوان مربیان اور علمائے دین کو تیار کرتے۔مسجد مبارک میں حق رکھنے کے باوجود خود نماز نہ پڑھاتے بلکہ کسی ایک کو آگے کرتے۔ بیرون ملک سے اگر کوئی مبلغ آئے ہوئے ہوتے تو ان کو نماز پڑھانے کا موقع دیتے ۔ بلکہ کہتے تھے کہ ایک تو ان مبلغین کی خواہش اس مبارک محراب میں نماز پڑھانے کی پوری ہو جائے گی جہاں تین خلفاء سلسلہ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اور ایک خلیفہ نے خلافت سے قبل نمازیں پڑھائیں اور دوم یہ کہ ہم نمازیوں کو ایک نئے امام کی تلاوت سے حظ اٹھانے کا موقع ملے گا۔

نظارت اصلاح و ارشاد کے تحت ایک اصلاحی کمیٹی بھی ہوتی ہے، خانگی اور لین دین کے جھگڑے بھی اس کمیٹی میں طے پاتے ہیں۔ان کے لیے آپ پہلے دعا کرتے بلکہ ان اوقات میں صدقہ بھی دیتے۔ اور اپنی بہوؤں کی مثال بہت دیتے کہ ہمارا ان کے ساتھ تعلق مثالی ہے اور بہوئیں بھی ہمیں یعنی ساس سسر کو عزت کا مقام دیتی ہیں۔اس بات کے تو ہم بھی محلہ دار ہونے کی وجہ سے گواہ ہیں۔

اپنے دفتر کے کارکنان کے ساتھ بیٹھنے میں خوشی محسوس کرتے تھے بلکہ 11:00 والی چائے کے لیے بڑے ہال میں تشریف لے آتے۔ جہاں چائے بھی پیتے، اخبار بھی پڑھتے اور تعمیری گپ شپ بھی ہو جاتی۔

میرے ساتھ ایک خاص قسم کا اُنس رکھتے تھے۔ اس کا اظہار بھی ان کے عمل وفعل سے ہوتا۔ انتظامیہ نے میرا تبادلہ لاہور سے پشاور بطور مربی ضلع کر دیا۔ جہاں فیملی مربی ہاؤس نہ تھا اور بچیاں college going تھیں ۔ ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں شفٹ ہوکر ان کی تعلیم جاری رکھنے کے لئے کئی قسم کے سرکاری روکیں بھی تھیں۔ میں نے اپنی فیملی لاہور میں کسی کے گھر (اللہ تعالی جزادے مکرم محمد شریف احمد اور ان کی اہلیہ محترمہ مسز امۃ الرشید کو جنہوں نے ہمیں مشکل میں دیکھ کر اپنے گھر کا اپر پورشن رہائش کے لئے مفت دے دیا) چھوڑ کر اور بچیوں کے لئے کالج آنے جانے کی ٹرانسپورٹ کا انتظام کر کے پشاور خدمت دین کے لئے حاضری دے دی۔ اس اثناء میں مکرم راجہ صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے عہدے پر فائز ہوگئے۔آپ میری مشکل سے آگاہ تھے۔اپنے دفتر کا قلم سنبھالتے ہی چند مہینوں کے اندر اندر میرے سامنے پاکستان کے بڑے بڑے سینٹرز کے نام لے ڈالے اور کہا بتائیں؟ان میں سے کسی کا نام لیں۔کہاں جانا چاہتے ہیں؟ میں بہت شرمندہ ہوا کہ ایک واقف زندگی تو اس حوالے سے بے زبان ہوتا ہے، اس کی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ میں بار بار عرض کروں کہ راجہ صاحب! آپ خود فیصلہ کر دیں میں کوئی جواب دینے سے قاصر ہوں۔ آپ پشاور میرے پاس آئے ہوئے تھے۔ رات بسر کی۔ اگلے روز صبح سویرے پھر اسی ٹاپک کو چھیڑ کر کہنے لگے کہ اچھا! اسلام آباد کا سنٹر بھی ہے وہاں بھجوادیں آپ کو۔ خاکسار پھر خاموش ہوگیا مگر آپ نے مرکز جاکر مکرم ناظر اعلیٰ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب سے مشورہ اور رہنمائی لے کر میرا اسلام آباد تقرر کروادیا۔ خاکسار کچھ دنوں بعد مجلس شوریٰ پر مرکز آیا ہوا تھا تو مجھے اسلام آباد تقرر کی نوید سنا کر کہنے لگے کہ وہاں دو مربی ہاؤسز ہیں جن میں سے ایک مربی ہاؤس میں مقیم مربّی صاحب مسجد کو deal کرتے ہیں۔کون سا مربی ہاؤس پسند ہے۔ میں نے سر جھکائے عرض کی کہ راجہ صاحب! پہلے آپ نے پاکستان کے بڑے بڑے سینٹرز کے نام میرے سامنے رکھے اور اب مربی ہاؤسز کے بارے میں چناؤ پر شرمندہ نہ کریں پلیز۔ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی کی حق تلفی ہو۔ کہنے لگے۔نہیں! ہم نے تبادلے کرنے ہیں۔آپ مجھے اپنی رائے دے دیں۔ میرے خاموش رہنے پر آپ نے میری مرکزی مربی ہاؤس میں تقرری فرمادی ۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیراً۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔آمین

میں جیسے اوپر لکھ آیا ہوں کہ مزاح آپ کی طبیعت کا حصہ تھا۔ایک دفعہ میں پشاور سے آپ کو ملنے آیا۔ دفتر میں دیکھا کہ آپ بعض امرائے جماعت سے محو گفتگو تھے۔ میں دفتر کے بڑے ہال میں جاکر بیٹھ گیا۔امراء سے گفتگو کے بعد جب آپ فارغ ہوئے تو وہاں تشریف لے آئے اور مجھے دیکھ کر پوچھنے لگے کہ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ میں نے عرض کی کہ اندر امراء بیٹھے ہوئے تھے ۔تو فرمانے لگے اب دوسرے امراء اندر تشریف لے آئیں۔

پشاور میں فیملی مربی ہاؤس نہ ہونے کا ذکر اوپر کر آیا ہوں۔ اس حوالہ سے مکرم مولانا سلطان محمود انور مرحوم کی بھی شفقتیں شامل حال ہیں۔ آپ نے مربی ہاؤسز کی تعمیر کے بجٹ ختم ہونے کے باوجود انجمن سے مربی ہاؤس کی ازسرنو تعمیر کے لئے بجٹ منظور کروایا تا خاکسار کی فیملی وہاں رہ سکے ۔ ابھی مربی ہاؤس کے ازسرنو تعمیر کا کام شروع ہوا ہی تھا کہ خاکسار کا تبادلہ اسلام آباد ہوگیا۔

4۔مکرم مولانا محمد صدیق گورداسپوری, سابق امیر ومشنری انچارج سیرالیون:

آپ امریکہ اور سیرالیون جنوبی افریقہ میں کامیاب ترین امیرو مشنری انچارج رہے ۔ میں جب 1983ء میں سیرالیون گیا تو آپ وہاں نیشنل امیر تھے ۔ کچھ عرصہ کے لئے رخصت پر ربوہ تشریف لائے ہوئے تھے ۔ ان کا گھر بھی ہمارے محلہ میں ہی تھا اس لئے آپ سے پہلی ملاقات مسجد محمود میں ہوئی۔ جہاں یہ معلوم ہونے پر کہ خاکسار کا تقرر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سیرالیون کے لئے کیا ہے تو فرمانے لگے کہ کامیاب مربی کے لئے ٹائپنگ اور ڈرائیونگ بہت ضروری ہے ۔ یہ نصیحت آج کے دور میں شاید کوئی معنی نہ رکھتی ہو مگر 1983ء کی دہائی یا اس سے پہلے بہت اہمیت کی حامل تھی جب موبائل نہ تھے ۔ گاڑی کا تصور بھی نہ تھا۔

آپ اکثر پگڑی اور اچکن میں نظر آتے۔ آپ کا لباس آپ کی پہچان تھی ۔

میں آپ کی شخصیت سے سیرالیون کے شہر فری ٹاؤن آمد پر پہلے دن ہی قائل ہوگیا کہ جب آپ نے ہم تینوں (ہم تین مبلغ اکٹھے سیرالیون گئے تھے) کو پہلے کھانے پر ہی ڈائننگ ٹیبل پر ان کے اسٹیشنز کا اعلان کر دیا تھا۔ اور مجھے ایسٹرن پراونس کے ہیڈ کوارٹر کینیما (Kenema) جانے کو کہا جو سیرالیون کا تیسرا بڑا شہر ہے۔ کھانا وغیرہ تناول کرنے کے بعد آپ اپنے دفتر میں تشریف لے گئے جہاں ہم تینوں نے اپنی تعیناتی کے کاغذات پیش کئے۔ میری تعیناتی پر لکھا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (ایدہ اللہ) نے خاکسار کا تقرر بو (Bo) سیرالیون میں فرمایا ہے جو سیرالیون کا دوسرا بڑا شہر ہے ۔ جبکہ باقی دونوں کے تعیناتی کے خطوط پر صرف سیرالیون لکھا تھا۔عموماً! ہوتا بھی یہی تھا کہ ملک کے نام کے ساتھ تقرری ہو جاتی تھی ۔ آگے وہاں کے امیر صاحب اسٹیشن کی تعیناتی کرتے تھے۔ میں نے جب اپنی تقرری کا خط آنمحترم کو پیش کیا تو اس پر Bo کا نام پڑھ کر فوراً اس slip کو پھاڑ کر Dustbin میں پھینک دیا جس پر آپ نے ہماری تقرریاں لکھ رکھی تھیں اور فرمایا خلیفۃ المسیح نے آپ کا تقرر ساؤتھرن پراونس کے ہیڈ کوارٹر Bo کیا ہے۔آپ Bo تشریف لے جائیں۔ میں کون ہوتا ہوں آپ کو کینیما بھجوانے والا ۔ یہ تھی خلافت کی اطاعت جو میں نے آپ کے اندر دیکھی ۔ اور جس سے خاکسار بہت متاثر ہوا۔ پھر جتنا عرصہ آپ سیرالیون میں مقیم رہے میں نے آپ کو کام میں دیانت دار اور امین پایا۔ بالخصوص انسان کی شخصیت جماعت / قوم کے پیسوں کی حفاظت سے ہوتی ہے کہ وہ کس حد تک اپنی قوم سے دیانت دار ہے ۔ اس معاملہ میں بھی میں نے آپ کو دیانت دار اور دوسروں کے لئے نمونہ پایا۔مثلاً وہ دَور بہت غربت کا دور تھا۔مشن کے پاس مبلغین کو Facilitate کرنے کے لئے رقم میسر نہ ہوتی تھی ۔ اُدھر افریقہ کا زہریلا مچھر جو دوائیوں سے بھی مشکل مرتا تھا اس کے لئے اور باتھ رومز کی صفائی کے لئے مشن مبلغین کو محدود سپورٹ کرتا تھا کیونکہ مربی کی اپنے الاؤنس سے ان اشیاء کی قوت خرید پہنچ سے باہر تھی۔ جب مشن کے حالات بہت ٹائٹ ہو جاتے تو یہ محدود امداد بھی بند کرنی پڑتی تو سب سے پہلے اپنے معاون مبلغ کو بلاکر کہتے کہ میں ملک بھر کے مبلغین پر کچھ ماہ کے لئے ان چیزوں پر پابندی لگانے لگا ہوں۔ آئندہ سے یہ چیزیں ہمارے مشن میں بھی نہیں آئیں گی ۔

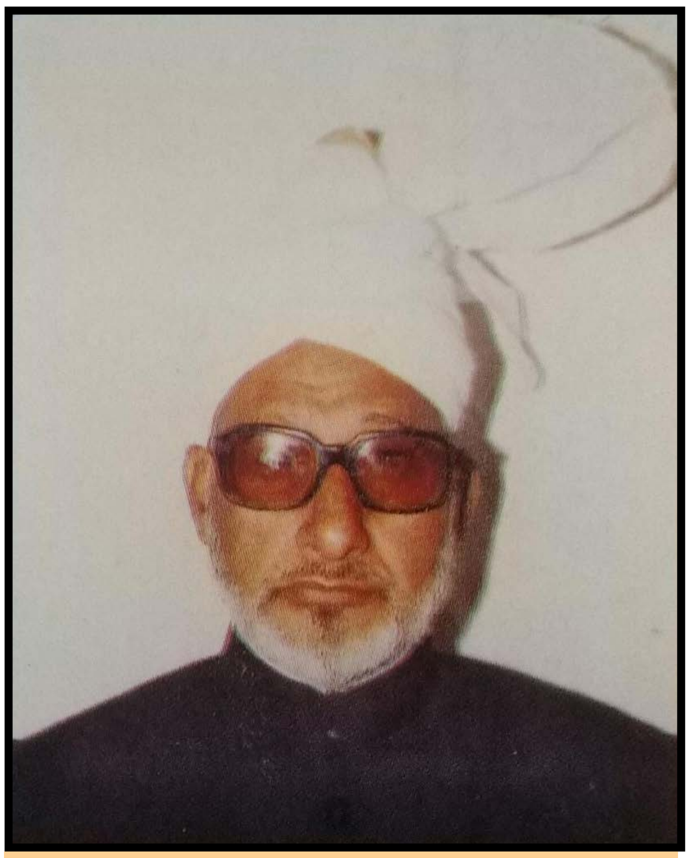

مکرم مولانا محمد صدیق گورداسپوری ،سابق امیر ومشنری انچارج سیرالیون

دیانت داری کا یہ عالم تھا کہ پاکستان واپسی پر احبابِ جماعت نے تحفے تحائف آنجناب کو دیئے ۔ ان میں جو پسند آئے ان کی قیمت لگواکر رقم مشن کے اکاؤنٹ میں جمع کروائی اور باقی چیزیں ویسے ہی مشن کے حوالہ یہ کہتے ہوئے کر دیں کہ ’’اگر میں محمد صدیق کی حیثیت سے یہاں آیا ہوتا تو کس نے مجھے پوچھنا تھا؟ یہ سب تحائف جماعت اور خلیفۃ المسیح کے نمائندہ کی حیثیت سے مجھے ملے ہیں جو جماعت کا حصہ ہیں۔‘‘

آپ بہت سادہ طبیعت کے مالک تھے ۔ کھانے اور ضرورت کی اشیاء کے لئے جو ملتا اس میں ہنسی خوشی گزارہ کرتے ۔ ایک دفعہ ہم مربیان نے آپ سے درخواست کی کہ الاؤنس کے اضافہ کے لئے حضور کی خدمت میں درخواست کی جائے۔ مہنگائی بہت ہوگئی ہے تو آپ نے یہ کہتے ہوئے صاف انکار کر دیا کہ ہم نے وقف کا فارم پُر کرتے وقت لکھا تھا کہ جماعت جو الاؤنس دے گی اسے انعام سمجھ کر قبول کروں گا اور کسی قسم کے حق الخدمت کا مطالبہ نہیں کروں گا۔

آپ منجھے ہوئے ایڈمنسٹریٹر تھے۔ مبلغین سے نہایت شفقت اور محبت سے پیش آتے۔ بزرگ تھے۔ تمام نوجوان مبلغین سے باپ کی طرح شفقت کرتے ۔ ایک دفعہ ہم میں سے ایک مبلغ نے وہاں کے ماحول کی شکایت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے کر دی ۔ اس کی انکوائری جب ہوئی تو ہماری میٹنگ میں پوچھنے لگے کہ اس کا اب کیا جواب دوں؟۔ اور آپ نے نہایت حکمت سے رپورٹ کرتے ہوئے اُس مبلغ سلسلہ پر آن نہ آنے دی۔

آپ منجھے ہوئے مقرر بھی تھے ۔ انگلش اور

بقیہ صفحہ 15 پر

منصور احمد خان۔ کینیڈا

”فساد سے بچو“

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مضمون کی ضرورت

آج دنیامیں ہر جگہ فتنہ وفساد موجود ہے۔اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہے اکثر و بیشتر اس کے لیے مذہب کو استعمال کیا جاتا ہے۔ہر دہشت گردی کے واقعہ کے بعد بیانات آتے ہیں کہ فساد سے بچنا چاہیے۔مگر صد افسوس کہ دہشت گردی کے بعد ہمیں سمجھ آجاتی ہے ۔ضرورت اس امر کی ہے کہ دہشت گردی اور المناک واقعات سے پہلے ہمیں سمجھ آجائے۔ یہ انتہائی اہم مضمون ہے اور غالب امکان ہے کہ اس مضمون کو نہ سمجھنے کی وجہ سے خدانخواستہ دنیا تیسری عالمی جنگ نہ دیکھے۔

حرف آغاز

قرآن کریم بھی اس کو ہدایت دیتا ہے جس کا دل پاک وصاف ہو۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 3میں آتا ہے کہ یہ وہ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں۔جو متقیوں کو ہدایت دینے والی ہے۔ ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت قرآن ،حدیث ، اولیاء اللہ،فلکیات کے علوم، آپؑ کی تحریرات سے ثابت ہیں۔آپؑ کی شرائط بیعت بھی آپؑ کی صداقت کا ثبوت ہیں۔ ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری شرطِ بیعت ”فساد سے بچو“ ہے ۔آپؑ نے شرک سے بچنے کے بعد اس شرطِ بیعت کو رکھاہے۔آپؑ نے ہر خاص عام کو مطلع فرمادیا کہ کوئی بھی صورتحال ہو مگر فتنہ وفساد سے پرہیز کرنا۔

فساد کے معنی

ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ:

”فساد کے لغوی معنی ہیں حد اعتدال سے نکل جانا۔“

(انوار القران ، جلد اول صفحہ نمبر 309)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ وہ الفاظ ہیں جو ہر مسلمان نے کم ازکم ایک دفعہ زندگی میں ادا کیے ہوں گے یا پھر کم ازکم سنے ضرور ہوں گے۔اس کلمہ میں سب سے پہلے لا کا لفظ ہے اس کے معنی ہے کہ نہیں۔ سب سے پہلے اس بات کا عہد یا اقرار کیا جاتا ہے کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تمام جھوٹے خداؤں کا انکار کیا جاتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ جو اس حال میں مرا کہ وہ جانتا ہو کہ اللہ کہ سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(صحیح مسلم ، جلد 1 نمبر 30)

اس کے بعد اللہ اور رسول پر ایمان ہے۔کلمہ کے معنی ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔اس لا کے مضمون کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس کو صحیح سمجھنے سے ایک انسانیت کا اور دوسرا مذہب کا مضمون نکلتا ہے۔اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسی 'لا' کے مضمون کو غلط سمجھنے کی وجہ سے تشدد ،فساد،بغاوت کا مضمون نکلتا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیم

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ

اور اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے اور ہم نے تجھے ان پر محافظ نہیں بنایا اور نہ ہی تو ان پر نگران ہے۔ اور تم ان کو گالیاں نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔ ورنہ وہ دشمنی کرتے ہوئے بغیر علم کے اللہ کو گالیاں دیں گے۔

(الانعام: 108۔ 109)

اب دیکھیں کلمہ میں اس بات کا عہد ہے کہ کوئی اور خدا ہے ہی نہیں۔ اب یہ ہمارے تو ایمان کا حصہ ہے کہ ہم کسی اور کو خدا نہ مانیں۔مگر اب غور کریں کہ ہم یہ ہی بات کسی ہندو کو کہیں کہ تو کیا نتیجہ نکلے گا؟انتہائی خطرناک نتائج نکلیں گے۔کیونکہ ہندو کے نزدیک یہ گالی ہے۔ اب ایک جگہ کلمہ میں تو ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ کوئی اور خدا واحد اور لاشریک کے علاوہ ہے ہی نہیں۔مگر دوسری طرف اللہ تعالی نے ہمیں قرآن میں سختی کے ساتھ یہ حکم دے دیا کہ کسی کی دل آزاری نہیں کرنی۔ اور نعوذ باللہ اگر ہم نے اس حکم نہ مانا تو فساد ہو گا۔

اگر کوئی خدا واحد لاشریک کے علاوہ کسی اور کو مانتا ہے تو ماننے دو اور اس کو برا نہ کہو۔ دیکھئے اصول دے دیا گیا ہے کہ اختلاف رائے کی بنیاد پر، اعتقاد کے اختلاف پر فساد نہیں برپا کرنا۔اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ”خدا تعالی نے قرآن شریف میں اس قدر ہمیں طریق ادب اور اخلاق کا سبق سکھلایا ہے۔کہ فرماتا ہے کہ یعنی تم مشرکوں کے بتوں کو بھی گالی مت دو........پھر فرماتے ہیں کہ بتوں کی بدگوئی سے بھی اپنی زبان بند رکھو اور صرف نرمی سے سمجھاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ مشتعل ہو کر خدا کو گالیاں نکالیں اور ان گالیوں کے تم باعث ٹھہر جاؤ۔“

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ نمبر 461-460)

غور فرمائیں فرماتے ہیں کہ زبان بند رکھو۔مطلب کلمہ جو بنیاد ہے اسلام کی اس سے دوسروں کی دل آزاری ہوسکتی ہے۔اس لیے ہر وقت اللہ کا ذکر اپنی زبان پر رکھو۔لیکن اگر ہندو بھائی سے ملاقات ہو یا دوست ہو تو احتیاط کرنا کہ کسی طرح اس کی دل آزاری نہ ہو۔

ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ

”کسی کی قابل قدر عزت چیز کو برا نہ کہو۔ پھر فرماتے ہیں کہ وہ چیزیں جنہیں دوسرے مذاہب والے عزت وتوقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جیسے بت وغیرہ۔ ان کو بھی گالیاں مت دو۔ گو تمہارے نزدیک وہ چیزیں درست نہ ہوں۔ مگر پھر بھی تمہارا حق نہیں ہے کہ انہیں سخت الفاظ سے یاد کرو۔ کیونکہ اس طرح ان کے دل دُکھیں گے اور پھر لڑائی اور فساد پیدا ہو گا۔“

(انوارالعلوم جلد 10، دنیا کا محسن صفحہ نمبر 289)

میں جو نکتہ بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کسی صحیح چیز کا غلط استعمال خطرناک نتائج پیدا کر دیتا ہے۔ دوبارہ میں ایک ہی بات کو دہراؤں گا کہ کلمہ جو بنیاد ہے ہمارے ایمان کا حصہ ہے مگر اس ہی کلمہ کے معنی ہم کسی ہندو سے کہیں کہ کوئی خدا ہے ہی نہیں اللہ واحد لاشریک کے سواء تم کس کی پوجا کر رہے ہو۔تو یہ ہندو کے نزدیک ایسی گستاخی ہے جس کا انجام فساد ہے۔ اس ہی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں روک دیا ہے کہ ہم نے کسی کی دل آزاری نہیں کرنی۔اس آیت میں اتحاد بین المسلمین اور اتحاد بین المذاہب کا اصول دے دیا گیا ہے۔ اور اصول یہ ہے کہ سب کا ادب اور احترام کرنا ہے۔ کسی کی بھی دل آزاری نہیں کرنی۔

بابا بلھے شاہ نے اس ہی نقطہ کو یوں بیان کیا ہے

مسجد ڈھادے مندر ڈھادے
ڈھیندا جو کجھ ڈھادے
اک بندے دا دل ناں ڈھاویں
رب! دلاں وچ رھیندا

اگر میں کلمہ اور سورۃ الانعام کے مضامین کو جمع کروں تو معنی یہ نکلتے ہیں جو ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمائے ہیں۔ ایک طرف انسان بناؤ دوسری طرف مسلمان۔

(خطبات نور، جلد اول صفحہ 75)

پھر قرآن میں آتا ہے کہ

لوگوں نے جو اپنے ہاتھوں بدیاں کمائیں ان کے نتیجہ میں فساد خشکی پر بھی غالب آ گیا اور تَری پر بھی تا کہ وہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزا چکھائے تا کہ شاید وہ رجوع کریں۔

(الروم: 42)

اب دیکھیں ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ نے شرائط بیعت میں سب سے اوپر فساد کے مضمون کو رکھا ہے۔ شرک کے بعد فساد کا مضمون ہے۔ اور اس کے بعد نماز، روزہ، حج، زکواۃ دین کے دیگر مسائل رکھے ہیں ۔ آج دنیا کو سب سے زیادہ فساد کے مضمون کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ آدھا عالم اسلام اس مضمون کو نہ سمجھنے کی وجہ سے جل رہا ہے۔ اور باقی آدھے میں چنگاریاں سلگ رہی ہیں ۔ دنیا میں ہر طرف افراتفری ہے۔ آج اگر ہم نے یہ مضمون پھیلا دیا کہ اسلام کی تعلیم ہے کہ فتنہ وفساد سے ہر صورت بچنا چاہئے تو دنیا خود کہے گی کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام دنیا کی ضرروت ہے۔

پھر قرآن میں آتا ہے کہ

اور زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے لعنت ہے اور اُن کے لئے بدتر گھر ہو گا۔

(الرعد: 26)

ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ

”لعنت اللہ کی رحمت سے دوری ہے۔ جب اس سے دوری ہوتی ہے تو سکھوں سے بھی دوری ہو جاتی ہے۔“

(تفسیر حقائق الفرقان، جلد دوم صفحہ نمبر 419)

اللہ تعالیٰ کو فساد انتہائی ناپسند ہے۔ میں نے اس مقالہ کے لیے بیشمار حوالہ جات جمع کیے مگر ایک بھی ایسا حوالہ نہیں کہ جس کو میں بیان کرسکوں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ حوالہ جات اتنے خطرناک اور خون آلود ہیں کہ ان کو لکھا نہیں جاسکتا۔ اشارۃً ایک حوالہ دیتا ہوں۔ کوئٹہ کی ہزارہ برادری

کو دیکھئے۔ان کے اوپر کتنی ظلم وزیادتی ہورہی ہے۔آئے دن بیچاروں کو شہید کیا جاتا ہے۔ اور ان کے لواحقین اپنے پیاروں کی میتیں لے کر پھر روڈوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ میں کوئی شیعہ نہیں مگر فساد تو فساد ہے جس کسی کے ساتھ بھی ہو۔

قرآن میں آتا ہے کہ

اور زمین میں فساد (پھیلانا) پسند نہ کر۔ یقیناً اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔

(القصص:78)

ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ ’’قرآن کریم کا ایک حکم ہے کہ فساد نہ کرو۔ اور قرآن کریم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں سے پیار نہیں کرتا بلکہ ایسے لوگ اس کے غضب کے نیچے آجاتے ہیں۔‘‘

(انوار القرآن، جلد اول صفحہ 309)

اللہ تعالیٰ نے بار بار تاکید فرمائی ہے کہ فساد کسی بھی صورت اور حالت میں برپا نہیں کرنا۔

اور جب وہ صاحب اختیار ہو جائے تو زمین میں دوڑا پھرتا ہے تا کہ اس میں فساد کرے اور فصل اور نسل کو ہلاک کرے جبکہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

(البقرہ:206)

ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ ’’اسلامی تعلیم نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ وہ اسے اچھا نہیں سمجھتا۔ وہ اس سے نفرت کرتا ہے‘‘

(انوار القرآن، صفحہ 294)

پھر آتا ہے کہ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو محض اصلاح کرنے والے ہیں۔خبردار! یقیناً وہی ہیں جو فساد کرنے والے ہیں لیکن وہ شعور نہیں رکھتے۔

(البقرہ:12-13)

ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

’’اور جب ان کو کہا جائے کہ تم زمین میں فساد مت کرو اور کفر اور شرک اور بدعقیدگی کو مت پھیلاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ہی راستہ ٹھیک ہے اور ہم مفسد نہیں ہیں بلکہ مصلح اور ریفارمر ہیں۔ خبردار رہو! یہی لوگ مفسد ہیں جو زمین پر فساد کر رہے ہیں۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، سورۃ البقرہ صفحہ 82)

کتنی واضح آیات ہیں کہ ہر مذہبی انتہا پسند جماعت اور تنظیم جو معاشرے میں شورش اور بے چینی پیدا کرتی ہے یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اصل میں تو وہ فساد نہیں برپا کر رہی۔

ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ

’’فساد کئی شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔‘‘

(انوار القرآن، جلد اول صفحہ 309)

احادیث کی روشنی میں

قرآن میں آتا ہے کہ

ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کریں گے۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔

(البقرہ:286)

اس آیت میں اور مندرجہ ذیل احادیث میں مضمون ایک ہی ہے۔ اب اس آیت میں مضمون یہ ہے ہم کسی کے درمیان تفریق نہیں کریں اس بنیاد پر کہ کسی کی دل آزاری ہو۔ قرآن کریم کی آیت پیش کرنے کے بعد میں وہ احادیث پیش خدمت کرتا ہوں جن میں یہ ہی مضمون ہے کہ کسی سے ایسی بات نہیں کرنی جس سے معاشرے میں نقص امن ہو۔ مندرجہ ذیل تمام احادیث مندرجہ بالا قرآن کے مضمون کی تائید کرتی ہیں۔ ان تمام احادیث میں وہ ہی مضمون ہے کہ کسی کی بھی دل آزاری نہیں کرنی۔ مذہبی بنیاد پر، مختلف عقائد کی بناء پر یا مختلف نظریات کی بناء پر ایک دوسرے کی دل شکنی نہیں کرنی۔

1: ہمارے پیارے حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ: انبیاء کے درمیان فضیلت (کامقابلہ) نہ کیا کرو۔

(صحیح مسلم، جلد 12 حدیث نمبر 4364)

ہمارے پیارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کتنا پیارا اصول دیا ہے کہ معاشروں میں اس طرح سے انبیاء کا موازنہ نہ کیا کرو۔ جس سے نقص امن کا خطرہ ہو۔

2: آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی یوں نہ کہے کہ میں یونسؑ سے بہتر ہوں۔

(صحیح بخاری، جلد 6 حدیث نمبر 4312)

اس حدیث کا بھی مطلب یہ ہی ہے کہ آپس میں پیار ومحبت کے ساتھ تمام لوگ رہیں۔

3: آپ ﷺ نے فرمایا: کسی بندے کو بھی نہیں چاہیے کہ وہ یہ کہے کہ میں یونس متی سے بہتر ہوں۔

(صحیح بخاری جلد 6 حدیث نمبر 3416 اور صحیح مسلم جلد 12 حدیث نمبر 4367)

اب غور فرمائیں کہ ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ تاکیدی حکم فرمارہے ہیں کہ کسی کی بھی دل آزاری نہیں کرنی۔ روزمرہ کے معاملات میں، زندگی کے کاموں میں، ہر روز ایسے لوگ ملیں گے جن کے عقائد مختلف ہوں گے مگر سب کے عقائد کا احترام کرنا ہے۔ ان احادیث کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ اگر دوسرے کے عقائد کا احترام اور عزت نہیں کرو گے تو زمین میں فساد برپا ہوگا۔

یہاں پر ایک بات واضح کردوں کہ ہمارے آقا ومولا آنحضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں اور تمام نبیوں کے بادشاہ ہیں۔ مندرجہ بالا احادیث میں مضمون دوسرا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ معاشرہ میں کوئی ایسا عمل اور فعل نہیں کرنا کہ جس سے فساد ہو۔

قرآن میں آتا ہے کہ

یہ وہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض (دوسروں) پر فضیلت دی۔ بعض ان میں سے وہ ہیں جن سے اللہ نے (روبرو) کلام کیا۔ اور ان میں سے بعض کو (بعض دوسروں سے) درجات میں بلند کیا۔

(البقرہ:254)

پھر قرآن میں آتا ہے کہ

اور ہم نے تیرے لئے تیرا ذکر بلند کر دیا۔

(الم نشرح:5)

ہمارے پیارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اس کے باپ اور اس کے بیٹے سے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر اسے پیارا نہ ہوں۔

(صحیح بخاری، جلد اول حدیث نمبر 15)

اسی طرح کا مضمون حدیث نمبر 14 میں بھی ہے۔

گستاخ اور اسلام کی تعلیمات

اس مضمون کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔

قرآن میں آتا ہے کہ

تُو اور تیرا بھائی میرے نشانات کے ساتھ جاؤ اور میرے ذکر میں سستی نہ دکھانا۔ تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ۔ یقیناً اس نے سرکشی کی ہے۔ پس اس سے نرم بات کہو۔ ہوسکتا ہے وہ نصیحت پکڑے یا ڈر جائے۔

(طٰہٰ:43 تا 45)

پھر دوبارہ اس آیت میں اس چیز کا ذکر ہے کہ اختلاف رائے کی بنیاد پر یا مختلف عقائد کی بنیاد پر فساد نہیں برپا کرنا۔ اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ فرعون نے گستاخی کی مگر اس کے باوجود بھی اس سے نرمی سے بات کرو۔

جب آنحضرت محمد ﷺ کے دربار میں گستاخ کا معاملہ پیش ہوا تو آپ ﷺ کا فیصلہ دیکھئے۔

4: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

ایک بار ایک یہودی اپنا سامان بیچ رہا تھا۔ اس کو اس سامان کی کچھ ایسی قیمت پیش کی گئی کہ جس کو اس نے برا منایا اور اس نے کہا: نہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے موسیٰؑ کو تمام بشر سے بہتر چنا۔ انصار میں سے ایک شخص نے یہ بات سنی وہ اٹھا اور اس نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا: تو یہ کہتا ہے کہ اس ذات کی قسم جس نے موسیٰؑ کو تمام بشر سے بہتر سمجھ کر چن لیا ہے۔ حالانکہ نبی ﷺ ہم میں موجود ہیں۔ وہ یہودی آپ ﷺ کے پاس گیا اور کہا: ابوالقاسم! میری حفاظت کا آپ ﷺ نے ذمہ لیا ہوا ہے اور میرے ساتھ معاہدہ ہے۔ پھر فلاں کو کیا شئی تھی کہ اس نے میرے منہ پر طمانچہ مارا۔ آپ ﷺ نے (انصاری کو بلاکر) پوچھا تم نے اس کے منہ پر تھپڑ کیوں مارا؟ اس نے واقعہ بیان کیا۔ نبی ﷺ یہ سن کر اس قدر غصہ میں آئے کہ آپ ﷺ کے چہرے سے وہ غصہ دکھائی دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نبیوں کو ایک دوسرے پر فضیلت مت دو۔

(صحیح بخاری، جلد 6 حدیث نمبر 3414 اور مسلم جلد 12 حدیث نمبر 4362-4363)

5: ایک اور حدیث میں اسی طرح کا مضمون آتا ہے اور ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کو ایک دوسرے پر (اس طرح) فضیلت نہ دیا کرو۔

(صحیح بخاری، جلد 4 حدیث نمبر 2412)

اسی مضمون کے معاشرے میں مختلف عقائد اور نظریات کے لوگ ملیں گے مگر کسی کی بھی دل آزاری نہیں کرنی۔

پھر ایک اور جگہ آتا ہے کہ ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰؑ پر مجھے فضیلت مت دو۔

(صحیح بخاری جلد 6 حدیث نمبر 3408)

اب دیکھیں احادیث میں ہمارے آقا و مولا آنحضرت محمد ﷺ نے گستاخ کا فیصلہ فرمادیا اور تاکیدی ہدایت فرمائی کہ انداز بیان ایسا رکھنا ہے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ کوئی ایسا کام یا عمل بجا نہیں لانا جس سے نقص امن کا خطرہ ہو۔ اور کتنے پیار سے مگر انتہائی تاکیدی ہدایت فرمائی کہ بازاروں میں، روزمرہ کی زندگی کے معاملات میں، مختلف معاشروں میں ہر طرح کے لوگ ملیں گے جو مختلف مذہبی عقائد رکھتے ہوں گے۔ ان سب کے ساتھ پیار کے ساتھ ادب کے ساتھ حسن سلوک فرمانا۔

آج ہمارا سلوک کیا ہے؟ ہمارا سلوک تو اس کے بالکل برعکس ہے۔ بازاروں میں بینر لگے ہوتے ہیں قادیانی کا داخلہ منع ہے۔ کوئی روزمرہ زندگی کا معاملہ ہو۔ جواب ہوتا ہے ہمارے عقائد کیا ہیں۔ کوئی احمدی گھر خریدنا چاہے یا کرائے پر لینا چاہے تو سوال ہوتا ہے کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے۔ عقل کے خلاف بات ہے۔ انسانیت کے خلاف عمل ہے۔ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت محمد ﷺ کے فیصلہ کے خلاف ہے۔

ہمیں اپنا سر آنحضرت ﷺ کے فیصلہ کے آگے جھکا دینا چاہیے۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں جس چیز سے منع کروں۔ اس سے رک جاؤ اور جس کا میں تمہیں حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق اسے کرو۔

(صحیح مسلم، جلد 12 حدیث نمبر 4334)

ہمیں کسی بھی طرح اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے آگے قدم نہیں رکھنا چاہیے۔ قرآن شریف میں آتا ہے کہ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پیش قدمی نہ کیا کرو۔

(الحجرات:2)

ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ

’’اسی طرح ایک فساد کا طریق یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو ڈرانے کی کوشش کرتے تھے۔‘‘

(تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، سورۃ البقرہ صفحہ نمبر 176)

آئے دن ملّا حضرات لوگوں پر توہین کا الزام لگاتے ہیں۔ خود انہوں نے جو پاکستان کی اسمبلی میں کیا اس پر تمام علماء خاموش ہوگئے تھے۔ وہ اردو زبان میں کہتے ہیں کہ جیسے سانپ سونگھ جاتا ہے۔ میرا اشارہ سابق صدر پرویز مشروف کے دور میں جب ویمن بل پیش کیا گیا تو علماء کرام نے پاکستان کی اسمبلی میں جو حرکات کیں وہ سوچ کر ہی روح کانپ جاتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ علماء کرام نے جو اس وقت پاکستان کی اسمبلی میں کیا وہ توہین نہیں تھی؟

میرا دل سے سلام ہے محترم شیخ وقاص اکرم۔ سابق رکن قومی اسمبلی کو۔ جنہوں نے اس پر نام نہاد علماء کرام کو اسمبلی کے اندر نومبر 2006ء کو کرارا جواب دیا۔

ان کی تقریر کے چند جملے پیش خدمت ہیں۔ شیخ وقاص صاحب نے اسمبلی کے فلور پر کہا۔ ہمارے واویلے کے باوجود لوگ سمجھ نہیں سکے ابھی تک کون سا گناہ سرزد ہوگیا ہے اس پارلیمنٹ کے اندر اور کس نے وہ گناہ سرزد کیا ہے۔ یہ لوگ (علماء) جنہوں نے الیکشن کے دوران اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں کے لیے اللہ کے نظام کو نافذ کرنے کے لیے نعرے لگائے۔ تحریکیں چلائیں۔ جلسے کیے، جلوس کیے آج انہوں نے اس ملک کے قانون ساز ادارہ میں، ہم تمام قانون بنانے والوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کے نام کو پھاڑ کے چاک کر کے (نعوذ باللہ) یہاں پھینک کر اپنی جماعت کا رقص کیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اگر یہ واقعہ مجھ (شیخ وقاص) سے سرزد ہوگیا ہوتا یا کسی غیرمسلم سے سرزد ہوگیا ہوتا تو پھر یہ جو (علماء) یہاں بیٹھے ہیں ان کا کیا ردّعمل ہوتا؟ میں (شیخ وقاص) بتاتا ہوں آپ کو۔ یہ کہتے کہ اس کے گھر کو آگ لگادو۔ اس کو سنگسار کر دو۔ اس کو قتل کر دو۔ اس کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں یہ تمام کی تمام باتیں ان کے اوپر لگتی ہیں۔ یہ وہ لوگ (علماء) ہیں جنہوں نے آج ہمارے سامنے ہمارے بنیادی اسلامی عقائد کو ہی پھاڑ کر پھینک دیا ہے یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور پھر جا کر لوگوں کے سامنے ڈرامہ کرتے ہیں کہ ہم اسلام کے چوکیدار ہیں۔ یہ اسلام کے چوکیدار نہیں ہیں۔ یہ اسلام کو بیچنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کتاب کے نشان کو لوگوں کے سامنے رکھ کر کہا یہ کتاب کا نشان، کتاب کا نشان نہیں ہے یہ قرآن ہے۔ انہوں نے ایسے دھوکہ، ایسے ڈرامے سے لوگوں سے ووٹ حاصل کیے ہیں۔ خدا کے لیے خدا کے لیے اس ملک کو بچایئے۔ ان (علماء) ظالموں سے اس ملک کو بچایئے۔ یہ وہ لوگ (علماء) ہیں جنہوں نے ہر دور میں اسلام کو بیچا ہے۔ اللہ کے نام کی بے حرمتی کرنے والو (علماء) تم تو دائرہ اسلام سے فارغ ہو چکے ہو۔ خدا کے لیے خدا کے لیے مجھے اور میرے اس ملک کو خدا کے لیے میرے اس پیارے ملک کو کسی مولوی نے نہیں بنایا۔ خدا کے لیے اس ملک کو ڈرامہ بازوں سے، ان لوگوں (علماء) سے جو اسلام بیچتے ہیں بات بات پر بیچتے ہیں ان سے چھٹکارا دلایا جائے۔ ملک میں اگر اسلام نافذ کرنا ہے تو ان لوگوں سے جان چھڑالو۔ ورنہ یہ ملک تباہ ہوجائے گا۔ اور لوگ اسی طرح ہمیں دہشت گرد کہتے رہیں گے۔ اسلام کو بیچنے والے ہیں۔ یہ ظالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرے اس ملک کو ان سے بچا کر رکھے۔

(Youtube: Sheikh Waqas on Maulvis in National Assembly of Pakistan)

اسپیکر پنجاب اسمبلی سے ایک گذارش

محترم اسپیکر پنجاب اسمبلی محترم پرویز الٰہی صاحب نے بیان دیا کہ جب تک احمدی اپنے آپ کو اقلیت تسلیم نہیں کرتے تب تک اقلیتی کمیشن میں احمدی نہیں آسکتے۔ اسپیکر پنجاب اسمبلی نے فیصلہ احمدیوں پر چھوڑ دیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ فیصلہ کرنا کس نے ہے؟ 1974ء میں جب ہمیں اقلیت قرار دیا گیا اس وقت آپ لوگ کہتے تھے کہ فیصلہ آپ کا چلے گا۔ ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بار ہا سمجھایا قرآن وحدیث کے حوالہ جات دیئے مگر آپ لوگوں نے ایک نہ سنی اور فیصلہ ہمارے خلاف دیا۔ پھر 1984ء میں ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سمجھایا کہ یہ امتناع قادیانیت آرڈیننس بنیادی انسانی حقوق کے خلاف ہے۔ قرآن وحدیث کے خلاف ہے مگر آپ لوگوں نے ہماری ایک بات نہ سنی اور وہ کیا جو آپ کی مرضی تھی۔ مگر آج آپ نے یہ کہہ دیا کہ اقلیتی کمیشن کا فیصلہ احمدیوں کے ہاتھ میں ہے۔ سوال پھر وہی ہے کہ فیصلہ کرنا کس نے ہے؟ ہم احمدیوں نے یا پھر آپ نے۔ اگر ہم نے فیصلہ کرنا ہے تو سب سے پہلے 1974ء کی قرارداد ختم کی جائے اور اس کے بعد 1984ء کا امتناع قادیانیت آرڈیننس ختم کیا جائے۔ اس طرح اقلیتی کمیشن کا معاملہ خود بخود حل ہوجائے گا۔

قرآن شریف میں آتا ہے کہ

اور وہ لوگ جنہوں نے تکلیف پہنچانے اور کفر پھیلانے اور مومنوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور ایسے شخص کو کمین گاہ مہیا کرنے کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے ہی سے لڑائی کر رہا ہے ایک مسجد بنائی ضرور وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم بھلائی کے سواء اور کچھ نہیں چاہتے تھے جبکہ اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

(التوبہ: 107-108)

ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ

’’قرآن کو کوئی نہ مانے تو اس کی مرضی مگر قرآن کریم نے فتنہ کا دروازہ بند کردیا ہے۔‘‘

(تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جلد دوم، سورۃ التوبہ صفحہ نمبر 251)

مسجد اللہ کا گھر ہے۔ اس لیے اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اور اللہ نے ہی فیصلہ فرمادیا۔ اس لیے اس کی یہ تفسیر یا معنی کہ کسی مسجد کو مسمار یا گرادینا چاہیے۔ بالکل غلط ہے۔ کوئی انسان یہ فیصلہ نہیں کرسکتا کہ کسی کی بھی مسجد کو مسمار یا گرادیا جائے۔ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ کسی کی بھی عبادت گاہ کی بے حرمتی نہیں کرنی چاہیے۔ اور ہر ایک کا فرض ہے کہ ان کا احترام کیا جائے۔ لیکن اس آیت میں ایک بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو فساد پسند نہیں۔

میں تو جب احمدی مساجد پر پولیس کی کاروائی دیکھتا ہوں کہ کس طرح کلمے کو مٹا رہے ہوتے ہیں یا دوسری ایسی کاروایاں نظر کے سامنے سے گذرتی ہیں کہ جب احمدی مساجد کو نقصان پہنچایا جاتا ہے تو پریشان ہو جاتا ہوں اور فکر میں پڑجاتا ہوں کہ کس طرح یہ عمل کیا جاسکتا ہے۔ جواب ان کے یونیفارم پر یہ تحریر پڑھ کر مل جاتا ہے۔ NO FEAR

ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ

’’یہ صلاح کا دعوی کرنے والے بڑے بڑے لوگ ہیں۔ یہ درحقیقت دنیا میں فساد کرنا چاہتے ہیں۔‘‘

(انوار القرآن، جلد اول صفحہ نمبر 299)

اس تنظیم کے متعلق چند اخبارات کی خبریں بلاتبصرہ سامنے رکھتا ہوں۔

تحریک لبیک پر پابندی لگانے کا فیصلہ۔ ٹی ایل پی کی پر تشدد کاروائیوں سے 2اہلکار شہید 580 زخمی ہوئے۔ 30 گاڑیوں کو نقصان پہنچایا۔

(15 اپریل 2021ء روزنامہ ایکسپریس لاہور)

تحریک لبیک کالعدم۔ انکے اقدام امن وسلامتی کی لئے خطرح تھے۔ نوٹیفیکشن جاری۔

(16 اپریل 2021ء روزنامہ ایکسپریس لاہور)

مسلح جتھوں کو ملک کا امن خراب کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ مذہب کے نام پر شدت پسندی کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

(وزیر اعظم، 16 اپریل 2021ء روزنامہ ایکسپریس لاہور)

ٹی ایل پی کالعدم تنظیموں میں شامل، خیرات امداد دہشتگردوں کی مالی معاونت کے مترادف ہوگی۔

(17 اپریل 2021ء روزنامہ ایکسپریس لاہور)

کالعدم ٹی ایل پی فتنہ تھا۔

(فواد چوہدری وفاقی وزیر۔ 18 اپریل 2021ء روزنامہ ایکسپریس لاہور)

ملفوظات۔ ایڈیشن 1988ء جلد پنجم میں آتا ہے کہ

’’کسی دشمن کا ذکر تھا کہ وہ شر کرے گا۔ اور حضور کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ اس پر ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ہم اس بات سے کب ڈرتے ہیں وہ بے شک کرے بلکہ ہم خوش ہیں کہ وہ ایسا کرے کیونکہ ایسے ہی موقعہ پر اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے نشانات دکھلاتا ہے۔ ہم خوب دیکھ چکے ہیں کہ جب

کبھی کسی دشمن نے بدی کے واسطے منصوبہ کیا خدا تعالیٰ نے ہمیشہ اس میں سے ایک نشان ہماری تائید میں ظاہر فرمایا۔ ہمارا بھروسہ خدا پر ہے انسان کچھ چیز نہیں۔‘‘

دیکھیں اگر مخالفین احمدیت کو ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ کی ختم نبوت کی تعریف اور تشریح سے اختلاف ہے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ جس سے آپس میں نفرت اور فساد برپا کیا جائے۔ احمدیوں کو شہید کیا جائے اور ان کے لئے روزمرہ کی زندگی گزارنا مشکل بنا دیا جائے۔ ان کے لئے زمین تنگ کر دی جائے۔ ہر روز دنیا میں احمدیوں کو ایسے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جو احمدی نہیں ہیں۔ لیکن ہم ان سے پیار اور محبت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اکثر و بیشتر غیر احمدی بھی عزت و احترام کے ساتھ پیش آتے ہیں مختلف عقائد اور نظریات کو ماننے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم ایک دوسرے سے نفرت کریں۔ انتہائی مختصر یہ ہے کہ ہم احمدیوں کو دنیا بھر میں جتنے بھی غیر احمدی (مسلم یا غیر مسلم) ملتے ہیں وہ آپؐ کی ختم نبوت کی تعریف و تشریح سے متفق نہیں ہوتے، وہ وفات مسیح علیہ السلام کے مضامین سے مطمئن نہیں ہوتے ۔ اگر وہ متفق ہوتے تو احمدی ہوتے ۔ مگر ان سب اختلافات کے باوجود وہ عزت و احترام کے ساتھ ملتے ہیں ۔

آخری زمانہ کے علماء

اب میں ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سواء اسلام کا کچھ باقی نہ رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہ رہے گا۔ یعنی عمل ختم ہوجائے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔ مشکوٰۃ اور کنزالعمال میں تو الفاظ آتے ہیں کہ آنحضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ لوگ ان سے ہدایت لینے جائیں گے اور ان علماء کو سور اور بندر کی مانند پائیں گے۔

آج یہ پیشگوئی پوری شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوگئی ہے۔

مجلس عرفان 2 مئی 1997ء بمقام ہالینڈ میں ایک غیر احمدی دوست نے ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے سوال کیا کہ آپ کی جماعت میں بھی تو مولوی حضرات ہوتے ہیں ۔ آپ نے بڑا پیارا جواب دیا اور یہ فتوی ہے۔

آپ نے تاریخی جواب دیا کہ ہمارے مولوی فتنہ و فساد نہیں کرتے ۔ مگر اگر کریں گے تو میں خود ان کو جماعت سے باہر نکال دوں گا۔

افغانستان کی موجودہ صورتحال

ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کافر نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔

(صحیح بخاری جلد اول حدیث نمبر 121)

آج ہمارے آقا ﷺ کی ہدایت کے برعکس عمل ہورہا ہے۔ افغانستان میں مذہبی انتہا پسند اپنے ہی مسلمان بھائیوں کا خون کر رہے ہیں ۔ اور جب ان کو حکومت ملی تو کہا گیا کہ فتح مکہ کی یاد تازہ ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

اصل میں ایسی باتیں اس وقت ہوتی ہیں جب علم سے دور دور تک کا بھی واسطہ نہ ہو۔ ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، اس گھڑی کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت مستحکم ہو جائے گی۔

(صحیح بخاری جلد اول صفحہ نمبر 155-154 کتاب علم، حدیث نمبر 80)

افغانستان میں لوگ مذہبی انتہاپسندوں کے خوف سے ملک چھوڑ رہے ہیں۔ یہاں تک خبریں آئیں کہ جہازوں کے پروں سے لٹک لٹک کر مسلمان ملک چھوڑ رہے ہیں۔ اور اس میں کچھ نے اپنی جانیں بھی ضائع کیں۔ آپ وہ خوف کی کیفیت کا اندازہ کریں کہ اپنے ہی ملک کے شہری اور ہم مذہب مسلمان کلمہ گو ان شدت پسندوں سے پناہ کی تلاش میں ہیں۔ اور اس پر ہم سے یہ سوال ہوتا ہے کہ امام کی ضرورت کیا ہے؟

مسلمانوں کی حالتِ زار علامہ اقبال کی نظر میں

آج کل کے علماء کرام علامہ اقبال کے اشعار ہر موضوع پر پیش کرتے ہیں۔ مقصد یہ ہوتا ہے ان کے اشعار ہر معاملے میں سند کا درجہ رکھتے ہیں ۔ اب اس ہی فتنہ وفساد کے بارے میں علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ

؎ اللہ سے کرے دور، تو تعلیم بھی فتنہ
املاک بھی اولاد بھی جاگیر بھی فتنہ

؎ ناحق کے لئے اٹھے تو شمشیر بھی فتنہ
شمشیر ہی کیا نعرہ تکبیر بھی فتنہ

وہ جو اقبال نے کہا کہ نعرہ تکبیر بھی فتنہ، یہ مندرجہ ذیل خبر اس کی عملی تصویر ہے۔

Eight year Old becomes youngest person charged with blasphemy in Pakistan. Hindu boy faces possible death penalty after being accused of intentionally urinating in a madrassa Library.

(Monday9 2021. The Gaurdian)

اب یہ خبر دنیا کے اخباروں میں لگی اور سوشل میڈیا پر تو جنگل کی آگ کی طرح پھیلی۔ ہندو بچے کے اس عمل پر فساد برپا ہوگیا۔ نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے مندر کو نقصان پہنچایا گیا۔ (دیکھیں وہی بات جو میں سارے مقالہ میں کہنا چاہ رہا ہوں کہ صحیح عمل بھی غلط ہو جاتا ہے۔ اب دیکھیں نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے مندر کو نقصان کر دیا۔) خوف وہراس کے سبب ہندو گھرانے شفٹ ہوگئے۔ اس خبر سے دنیا میں کیا اسلام کا تاثر گیا ہو گا؟ اس خبر سے انتہائی منفی تاثر دنیا میں گیا۔ اس طرح کے واقعات پر جب غیر احمدی مسلمان منفی تبصرہ کرتے ہیں تو ہمیں دکھ ہوتا ہے۔ مگر وجہ کون بنا۔؟ نادان مسلمان۔

اقبال فرماتے ہیں کہ

؎ وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

اس افسوناک واقعہ پر پاکستان کی اعلیٰ ترین عدالت نے نوٹس لیا۔

سپریم کورٹ

رحیم یار خان میں مندر جلانے والوں کی گرفتاری کا حکم :

سوچیں ان کے دل پر کیا گذری ہوگی۔ سوچیں مسجد گرا دی جاتی تو مسلمانوں کا کیا ردعمل ہوتا۔ پاکستان کی بدنامی ہوئی۔

(چیف جسٹس آف پاکستان روزنامہ ایکسپریس لاہور 7 اگست 2021ء)

چیف جسٹس صاحب! آپ نے اختلاف عقائد کو مدنظر نہیں رکھا اور انصاف کو معیار بناتے ہوئے ایکشن لیا۔ چیف جسٹس صاحب! میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ جب احمدیوں کے خلاف ظلم وستم ہوتا ہے تو پاکستان کی بدنامی ہوتی ہے۔ براہ کرم اس پر بھی توجہ دی جائے۔

5 اگست 2021ء کو محترم عمران خان صاحب وزیر اعظم پاکستان نے اپنے Twitter account پر بیان دیا۔ میں رحیم یار خان میں بھونگ کے مقام پر واقع گنیش مندر پر کل کے حملہ کی شدید مذمت کرتا ہوں۔

وزیر اعظم صاحب! شکریہ کہ آپ نے بھی اس واقعہ کی مذمت کی اور اختلاف عقائد کو سامنے نہیں رکھا۔ اور انسانیت کو سامنے رکھ کر اس عمل کی مذمت کی۔

یہاں پر میرا سوال یہ ہے کہ احمدیوں سے وابستہ جب کوئی مسئلہ آتا ہے تو احمدیوں کے عقائد کو کیوں مدنظر رکھا جاتا ہے؟ اس وقت ہر کوئی یہ معیار کیوں نہیں اپناتا کہ جو کوئی بھی احمدیوں کے عقائد اور نظریات ہوں، ان کو رکھے دیے جائیں۔ آپ ان سے اختلاف کریں مگر شائستگی کے ساتھ، احترام کے ساتھ احمدیوں سے اختلاف کریں۔ پیار کے ساتھ احمدیوں کے ساتھ اختلاف رکھیں۔ دنیا میں شائد ہی کوئی احمدی ہو جس کو ہر روز یا کوئی نہ کوئی غیر احمدی مسلم یا غیر مسلم نہ ملتا ہو۔ اس کی اگر تفصیل میں جائیں تو مطلب یہ کہ وہ ہمارے نظریات اور عقائد سے متفق نہیں ہوتے۔ اگر متفق ہوتے تو احمدی ہوتے۔ اس کے باوجود بھی وہ اور ہم پیار اور محبت کے ساتھ ایک دوسرے سے پیش آتے ہیں۔

4 فروری 1955ء کے خطبہ جمعہ میں ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ :

’’جماعت احمدیہ کے قیام کی اصل غرض اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ اسلامی تعلیم سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے۔ جو لوگ مسلمان کہلاتے ہیں اور اسلامی تعلیم کو بھول گئے ہیں اُن کو دوبارہ اسلامی تعلیم سے واقف کیا جائے۔‘‘

(خطبات محمود، جلد 36 صفحہ 31)

اب آپ کے سامنے ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم کے مطابق حقیقی مذہب اسلام کی تعلیم رکھتا ہوں۔

صحیح مسلم جلد نمبر دوم میں آتا ہے کہ ہم مسجد میں رسول ﷺ کے پاس تھے کہ ایک اعرابی آیا اور مسجد میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنے لگا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کہنے لگے رک جاؤ رک جاؤ۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا پیشاب مت روکو، اسے چھوڑ دو۔ چنانچہ انہوں نے اسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ پیشاب سے فارغ ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور اس سے فرمایا یہ مساجد پیشاب اور گندگی وغیرہ کے لئے نہیں ہوتیں۔ یہ تو صرف اللہ عزوجل کے ذکر، نماز اور قرآن پڑھنے کے لئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں میں سے کسی کو حکم فرمایا وہ پانی کا ڈول لایا تو وہ اس نے اس پر بہادیا۔

(صحیح مسلم، جلد 2، حدیث نمبر 421)

آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ حدیث کتنے غیر مسلموں تک پہنچی کتنے مسلمان بھی اس حدیث سے واقف ہونگے۔ اور ہندو بچے کی خبر کتنے لوگوں تک پہنچی؟ دنیا کی اکثریت نے ہندو بچے کی خبر سے مذہب اسلام کا منفی تاثر لیا۔ اس خبر سے میرے اوپر حضرت مسیح موعودؑ کی ایک اور صداقت بھی ظاہر ہوگئی اور وہ یہ کہ کیوں آپؑ نے تاکید فرمائی کہ قلم سے جہاد کیا جائے۔ (آپؑ فرماتے ہیں کہ اس وقت قلم کی ضرورت ہے۔ ملفوظات جلد اول صفحہ نمبر 50) دیکھیں جنگل کی آگ کی طرح ہندو بچے کی خبر دنیا میں پھیلی اور مندرجہ بالا حدیث چند لوگوں تک اور وہ بھی شائد وہ ہوں جو پہلے سے ہی واقف ہوں۔

24 اپریل 2021ء کو وزیر اعظم پاکستان کا ایک ٹوئٹ بھارت

میں کوویڈ کے بڑھتے ہوئے کیسز کے بارے میں آیا۔

آپ نے بھارت کے شہریوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا۔

(روزنامہ ایکسپریس لاہور، 25 اپریل 2021ء)

ماشاء اللہ بہت اچھی بات ہے۔ مگر خاکسار کا ایک سوال یہ ہے کہ اس نیک خواہشات میں ہندوستان کے احمدی بھی شامل ہیں؟ اس لیے کہ سانحہ لاہور کے بعد جب ایک سابق وزیر اعظم پاکستان نے احمدیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے احمدیوں کو بھائی قرار دیا تھا تو ایک فساد ملک میں برپا ہو گیا تھا۔

وزیر اعظم پاکستان نے بیان دیا کہ،

مغربی ملک سوشل میڈیا پر نفرت انگیز انتہا پسندی کے خلاف کریک ڈاؤن کریں۔ آزادی اظہار کی حد وہاں تک ہے جہاں دوسرے اس سے مجروح نہ ہوں۔مغربی ممالک کی قیادت اس معاملے کو ابھی تک سمجھ نہیں رہی۔ عمران خان۔

(روزنامہ ایکسپریس لاہور 13 جون 2021ء)

محترم عمران خان !وزیر اعظم پاکستان آپ اپنے ملک میں تو ایکشن لیں۔ آپ اگر اس کو سمجھ گئے ہیں تو فوراً ایکشن لیں اور ہدایت جاری کریں کہ احمدیوں کے خلاف نفرت کی فضا ختم کی جائے۔ آپ مغرب کو تو یہ نصیحت کر رہے ہیں کہ انسانیت کو مدنظر رکھنا چاہیے اور کسی بھی صورت میں مختلف عقائد اور نظریات کی بنیاد پر فساد نہیں کرنا چاہیے۔ اسی اصول کو آپ ملک پاکستان میں کیوں نہیں نافذ کرتے؟ آپ سے گذارش ہے کہ ملک ارض پاکستان میں بھی اسی اصول کو سختی کے ساتھ نافذ کریں۔ آپ سوشل میڈیا، اخباروں، بازاروں اور ہر وہ جگہ جہاں احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلائی جاتی ہے۔ اس کو ختم کریں۔ میں بلکہ یہ کہوں گا ہر کسی مذہب وملت اور فرقہ کے خلاف نفرت کا بازار ختم کیا جائے۔محترم وزیر اعظم صاحب یہ نفرت کی آگ بے انتہا بڑھتی جا رہی ہے۔ خدا کے لیے کچھ کریں۔ دیکھیں حال ہی میں ستمبر 2021ء کے پہلے ہفتہ میں ایک احمدی کو ننکانہ صاحب میں شہید کیا گیا۔ آپ اس کے خلاف سخت ایکشن لیں۔ اس واقعہ کو ٹیسٹ کیس کے طور پر لے کر ملزمان کو عبرت کا نشان بنائیں۔ اور آئندہ ایسا کوئی واقعہ نہ ہو اس لیے نفرت کے ماحول کو ختم کیا جائے۔

8 ستمبر 2021ء کو خبر لگی کہ پاکستان کو قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کے لیے تنگ کر دیں گے۔ قادیانی اس ملک کے ازلی دشمن ہیں۔

(روزنامہ ایکسپریس لاہور)

رہا یہ کہ زمین تنگ کر دیں گے، وزیر اعظم صاحب اس نفرت انگیز بیان کا نوٹس لیں! پھر یہ کہ ملک کے ازلی دشمن ہیں پر تو میں صرف یہ ہی کہہ سکتا ہوں ۔

احمد فراز کے اشعار میں جواب۔

؎ چمن کو جب بھی لہو کی ضرورت پڑی\
سب سے پہلے ہی ہماری گردن کٹی

؎ پھر بھی کہتے ہے نادان اہل چمن\
یہ وطن ہے ہمارا تمہارا نہیں

عمران خان صاحب وزیر اعظم پاکستان ! آپ سے انتہائی ادب کے ساتھ گذارش ہے کہ ہر قسم کے فساد کو ختم کریں۔ اس نفرت کی آگ پر پانی ڈالیں۔ محبت کا، انسانیت کا، ہر طرح کے فساد سے بچنے کا۔ تاکہ قوم کی تقدیر بدلے۔ اس کے لیے آپ کو کلیدی کردار ادا کرنا پڑے گا۔ آپ تو لیڈر ہیں، آپ وزیر اعظم ہیں، آپ تو تبدیلی کے نعرہ کے ساتھ آئے ہیں۔ آپ نے تو نیا پاکستان بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ بس تبدیل کر دیں اس نفرت کی آگ کو محبت سے، پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ آپ کی کیسے غیب سے مدد فرماتا ہے۔

قرآن میں آتا ہے کہ یقیناً اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اسے تبدیل نہ کریں جو اُن کے نفوس میں ہے۔ اور جب اللہ کسی قوم کے بد انجام کا فیصلہ کر لے تو کسی صورت اس کا ٹالنا ممکن نہیں۔

(الرعد :12)

ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ کے چند اقتباسات

ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

’’کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم، ایڈیشن 1988ء صفحہ 157)

ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ فتنہ کی کوئی بات نہ کرو۔ شر نہ پھیلاؤ۔

(ذکر حبیب، صفحہ 436-439)

ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

’’فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔‘‘

(اشتہار مؤرخہ 29 مئی 1898ء تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ 42-43)

ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

’’دیکھو میں اس امر کے لیے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگاموں کی جگہوں سے بچتے رہو۔‘‘

(ملفوظات، جلد چہارم ایڈیشن 1988ء صفحہ 157)

فرماتے ہیں کہ بار بار میں کہتا ہوں کہ فساد نہ کرو۔ پھر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مامور ہی اس لیے کیا ہے کہ یاد دہانی کراتا رہوں کہ فساد نہ کرنا۔

بس اب مقالہ ختم کرنے سے پہلے ایک مزاحیہ خاکہ مجھے یہاں پر یاد آگیا۔ پاکستانی ٹی وی پر 80 کی دہائی میں ایک مزاحیہ پروگرام ففٹی ففٹی آتا تھا۔ اس میں ایک دفعہ ایک مزاحیہ خاکہ پیش ہوا۔ ایک چوکی پر پولیس والے گاڑی کی تلاشی لے رہے تھے۔ انہوں نے پوری چھان بین کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس گاڑی میں کوئی اسلحہ نہیں اور اس کو جانے دیا۔ جیسے ہی اس گاڑی کو پولیس والوں نے جانے کا اشارہ کیا۔ زوم کر کے دکھایا گیا کہ گاڑی کے اوپر توپ رکھی ہوئی تھی جو پولیس والوں کو نظر ہی نہیں آئی۔ بس میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کو پوری طرح اندازہ نہیں ہے کہ خطرات کتنے بڑھ چکے ہیں۔ کہنے کو تو یہ تین لفظ ہیں کہ فساد سے بچو۔ اور دو عالمی جنگیں ہو چکی ہیں۔ دو کے بعد تین آتا ہے! اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے آمین۔

فساد سے بچو۔صداقت مسیح موعودؑ

ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

’’میرے اور بھی بہت نشان ہیں۔ اگر لکھے جائیں تو ایک کتاب بن جائے گی۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات، جلد دوم صفحہ 246)

اب غور فرمائیں کہ کیا ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ کی شرائط بیعت فساد سے بچو سے صداقت مسیح موعودؑ ثابت نہیں ہوتی؟ ہوسکتا ہے کہ کسی پر اب بھی فساد سے بچو سے صداقت مسیح موعودؑ ثابت نہ ہوئی ہو۔ ایسے تمام دوستوں کے لیے میں تاحیات اور تاقیامت ایک ایسا حل یا نسخہ پیش کرتا ہوں جو وہ ہمیشہ آزما سکتے ہیں۔ خدانخواستہ جب کبھی کوئی دہشت گردی کا واقعہ ہو تو اخبارت میں ان تمام بیانات کو پڑھ لیا کریں جو یک زبان ہو کر کہتے ہیں ہم اس دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں۔مطلب کہ فساد نہیں برپا کرنا چاہیے۔ اگر پہلے سمجھاؤ کہ فساد سے بچو تو غور سے سنتے اور سمجھتے نہیں۔

حرف آخر

مسلم ممالک اور عالمی طاقتیں اربوں ڈالر خرچ کر دیتی ہیں اپنی افواج پر تاکہ دہشت گردوں سے نبرد آزما ہوسکیں۔ مگر صد افسوس کہ اس مضمون کو نہیں سمجھتیں اور نہ ہی اس پر زور دیتی ہیں۔ اس وجہ سے ہر جگہ فساد کم ہونے کی بجائے بڑھ ہی رہا ہے۔ ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ

’’ہمیں ہر جگہ فتنہ وفساد دکھائی دیتا ہے۔‘‘

(انوار القرآن، جلد اول صفحہ نمبر 301)

ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بار بار دنیا کو یہ مضمون سمجھا رہے ہیں کہ فساد سے بچو۔

ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

’’دنیا میں تیزی سے تباہی آ رہی ہے اور بڑی تیزی سے تباہی کی طرف دنیا بڑھ رہی ہے۔ اس کی نزاکت کے پیش نظر ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہیے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 4 جون 2004ء خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 374)

پس پہلے عقل سے کام لینا چاہیے۔ اور ہر انسان کو جو بھی وہ عقیدہ رکھتا ہو اس کا احترام کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ پیار کے ساتھ رہنا چاہیے۔ ادب کے ساتھ ملنا چاہیے۔ اور کسی بھی طرح کے فساد کو کچل دینا چاہیے اگر عقل سے کام نہ لیا تو خطرات کم ہونے کی بجائے بڑھتے ہی جائیں گے۔ اور انجام فساد کا برا ہی ہوتا ہے۔

ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

’’ہم کو عقل سے بھی کام لینا چاہیے کیونکہ انسان عقل کی وجہ سے مکلف ہے۔ کوئی آدمی بھی خلاف عقل باتوں کے ماننے پر مجبور نہیں ہو سکتا۔‘‘

(ملفوظات، جلد اول صفحہ نمبر 61)

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ، دین آسان ہے۔

(صحیح بخاری، جلد اول حدیث 39)

دینِ اسلام بہت آسان ہے اگر ہم عقل سے کام لیں۔ اگر عقل سے کام نہیں لیا تو قرآن میں آتا ہے کہ

وہ کہیں گے کیوں نہیں، ہمارے پاس ڈرانے والا ضرور آیا تھا پس ہم نے (اسے) جھٹلا دیا اور ہم نے کہا اللہ نے کوئی چیز نہیں اتاری، تم محض ایک بڑی گمراہی میں (مبتلا) ہو۔ اور وہ کہیں گے اگر ہم (غور سے) سنتے یا عقل سے کام لیتے تو ہم آگ میں پڑنے والوں میں شامل نہ ہوتے۔

(الملک :11-10)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: بعض مرحوم افسران کا ذکر خیر ...... از صفحہ 8

اردو کی تحریر وتقریر میں خوب مہارت تھی۔ بغیر نوٹس کے بولتے بلکہ میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ آپ کسی جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے قرآن کریم کھول کر کوئی آیت ڈھونڈتے اور اس پر سیر حاصل بحث کرتے۔ مشن کے کام کرنے میں عار نہ سمجھتے۔ خود کمپیوٹر چلاتے۔ اس زمانہ میں فوٹو اسٹیٹ مشین کا تو زیادہ رواج نہ تھا، اور نہ ہی پریس مشینیں عام تھیں۔ اس لئے سائیکلو اسٹائل کر کے مختلف کاغذات اور جماعتی فولڈرز کی کاپیاں بنا لی جاتی تھیں ۔ اس سارے عمل کے آپ ماہر تھے۔ خاص قسم کے کاغذ پر پہلے خوشخط لکھتے اور پھر اس کاغذ کو مشین میں سیٹ کرتے اور مشین کو ہاتھ سے چلا چلا کر اس کی کئی کاپیاں بنا لیتے۔ مشن ہاؤس کی گاڑی خود ڈرائیو کرتے۔

سیرالیون سے واپسی پر پہلے آپ جامعہ احمدیہ ربوہ میں بطور استاد خدمت کرتے رہے۔ بعدہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا تقرر بطور نائب وکیل التبشیر تحریک جدید فرما دیا۔ جامعہ احمدیہ میں ہر دلعزیز استاد تھے۔ طلبہ آپ سے دینی امور میں کسب فیض کے ساتھ ساتھ بہت کچھ مثبت باتیں سیکھتے۔ اپنی باریک اور مسحور کن آواز میں کلاس کے سارے وقت میں لیکچر دیتے اور اپنے شاگردوں کی کسی بھی بات کا غصہ نہ کرتے۔ جب نائب وکیل التبشیر کا قلمدان آپ کے سپرد ہوا تو وقت کی پابندی کے ساتھ دفتر تشریف لے جاتے اور پورا وقت خدمت کرنے کے بعد گھر واپس آتے۔ آپ اپنے محلہ دارالرحمت وسطی کے سالہا سال تک صدر بھی رہے۔ پنج وقتہ نمازیں مسجد میں ادا کرنے کا عالم یہ تھا کہ جب گھٹنوں میں تکلیف زیادہ ہوگئی تو کسی کے سہارے کے ساتھ چل کر نماز کے لئے تشریف لاتے، کمزوری بڑھی تو پہلے سٹک یعنی چھڑی پھر چار ٹانگوں والی واکر کے سہارے چل کر مسجد میں آ کر نماز پڑھتے۔ اور جب بیماری نے زور مارا تو وہیل چیئر پر مسجد آتے۔ اکثر آپ کے بیٹے یا کوئی خادم آپ کو لانے کی خدمت پر معمور ہوتا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب تک ہمت رہی مسجد میں آ کر باجماعت نماز ادا کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی نیکیاں وخوبیاں ہمارے اندر سرایت کرے۔ آمین

آج کی دعا

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ہَدَیۡتَنَا وَ ہَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ۔

(آلِ عمران:9)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

یہ قرآنِ مجید کی ہدایت کے بعد گمراہی سے بچنے کی دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام عالی مقام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (اَللّٰھُمَّ اَیِّدۡ اِمَامَنَا بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ وَکُنۡ مَعَہٗ حَیۡثُ مَا کَانَ وَانۡصُرۡہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا) نے متعدد بار اس دعا کی طرف جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

خلافت جوبلی کے استقبال کے لئے مَیں نے جو دعائیں بتائی ہیں اس میں یہ قرآنی دعا بھی شامل ہے کہ رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ہَدَیۡتَنَا وَ ہَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ۔ (آل عمران: 9) کہ اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا اس کے بعد کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور اپنی جناب سے ہمیں رحمت عطا کر۔ یقینا تو بہت عطا کرنے والا ہے۔

پس یہ دعا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا اور نصیحت کے مطابق ہی ہے۔ تو دین کا علم اور دین پر قائم رہنا اور دین پر عمل کرنا اور اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرنا، اللہ کے فضل سے ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے اپنے دلوں کو ٹیڑھا ہونے سے بچانا نہایت ضروری ہے۔ اس لئے ہر احمدی کو خاص طور پر یہ دعا کرتے رہنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 2/ ستمبر 2005ء، بحوالہ خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 538)

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

ایک تصحیح

ہم میں سے بعض لوگ بلکہ پڑھے لکھے دوست بھی بعض الفاظ کی جمع کو مزید جمع بنا کر بولتے ہیں جیسے 'اطفال'، طفل کی جمع ہے، 'خدام' خادم کی جبکہ 'انصار' ناصر کی جمع ہے مگر بعض دوست اطفالوں، خداموں اور انصاروں کہہ کر بولتے ہیں جو درست نہیں ۔ مؤرخہ 8 اکتوبر 2021ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیشنل اراکین مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کینیڈا کی ورچوئل ملاقات میں ایک مربی صاحب نے ''خداموں'' کا لفظ استعمال کیا تو پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''مربی صاحب کو تو خداموں نہیں کہنا چاہیئے۔''

(ابوسعید ۔ ایڈیٹر)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

''اِیَّاکَ نَعۡبُدُ میں .... اپنی بیوی، اپنے بچوں اور اپنے عزیزوں کو شامل کر لیں۔ اگر آپ خدا تعالیٰ کی جماعت کی طرف سے کسی عہدے پر مامور ہیں تو ان سب کو شامل کر لیں۔ اگر آپ قائد مجلس خدام الاحمدیہ ہیں تو خدام کو شامل کر لیں۔ اگر لجنہ کی صدر ہیں تو لجنات کو شامل کر لیں غرضیکہ جس جس دائرے پر بھی آپ کو کسی کام پر معمور فرمایا گیا ہے ان کو اپنے ساتھ شامل کر لیں۔ ایسی صورت میں جب اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کہیں گے تو اس کے ساتھ ہی اپنے نفس کا ایک محاسبہ بھی شروع ہو جائے گا اور انسان یہ سوچے گا کہ کس حد تک میں ان کی نمائندگی کا حق رکھتا ہوں۔ کیا میں نے ان کو عبادات کرنے میں اپنے ساتھ شریک کرنے کی کوشش بھی کی ہے کہ نہیں۔ کیا میں نے واقعتاً چاہا ہے کہ یہ سارے میرے ساتھ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بنیں۔''

(خطبہ جمعہ 28 دسمبر 1990ء، خطباتِ طاہر جلد 9 صفحہ 791-792)

مدیحہ مصوّر کاہلوں ۔ ریجائنا، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

01 اکتوبر 2021ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:21	17:37
مدینہ منورہ		05:26	17:33
قادیان		05:45	17:24
ربوہ		05:24	17:04
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:16	15:59